آیاتھا ٣٠ ٦٧ سُورَةُ المُلکِ مَکِّیَّةٌ ٧٧ رکوعاتھا ٢

سورہ ملک

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ ۫ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ

بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھوں میں سارا ملک ہے اور وہ ہر شے پر

قَدِیۡرُۨ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ

قادر ومختار ہے (١) اس نے موت وحیات کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں حسنِ عمل کے

اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ

اعتبار سے سب سے بہتر کون ہے اور وہ صاحبِ عزّت بھی ہے اور بخشنے والا بھی ہے (٢) اسی نے سات آسمان

سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ

تہ بہ تہ پیدا کئے ہیں اور تم رحمان کی خلقت میں کسی طرح کا فرق نہ دیکھو گے

فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ ہَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارۡجِعِ

پھر دوبارہ نگاہ اٹھا کر دیکھو کہیں کوئی شگاف نظر آتا ہے (٣) اس کے بعد

الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡکَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّ ہُوَ

بار بار نگاہ ڈالو دیکھو نگاہ تھک کر پلٹ آئے گی لیکن کوئی عیب

حَسِیۡرٌ ﴿۴﴾ وَ لَقَدۡ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَ

نظر نہ آئے گا (٤) ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے مزین کیا ہے اور

عربی حاشیہ

تبارک یعنی وہ بلند وبالا ہے اور اس کی برکت عظیم اور دائمی ہے۔

ملک۔ طاقت، قدرت اور نفاذ حکم۔

طباق۔ تہ بہ تہ یا ایک دوسرے سے مشابہ اور مطابقت رکھنے والے۔

۵ تفاوت۔ عدم تناسب اور بدنظمی۔

فطور۔ شگاف، فصل، کمزوری۔

کرتین۔ یعنی دومرتبہ یعنی بار بار۔

خاسئ۔ ذلیل، بے نیل مرام۔

حسیر۔ خستہ حال، عاجز۔

مصابیح۔ ستارے جن کی روشنی صبح جیسی ہے۔

رجوماً۔ شیاطین کو سنگسار کرنے اور بھگانے کا ذریعہ۔

سعیر۔ بھڑکتی ہوئی آگ۔

شہیق۔ بھدی سی آواز۔

فور۔ شدت سے جوش کھانا۔

تمیز۔ ٹکڑے ٹکڑے ہوجانا۔

اردو حاشیہ

(١) واضح رہے کہ ملک خدا اور ساری دنیا کے اعتباری ملکوں میں علمی اعتبار سے یہ فرق ہے کہ سارے ملک فقط ایک فرض اور اعتبار کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ صاحب ملک اپنے ملک میں بھی ادنیٰ تبدیلی پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے اور ایک ذرہ کائنات کی حقیقت کو بھی متغیر نہیں کرسکتا ہے بلکہ اکثر اوقات خود ملک اپنے مالک میں تصرف کرتا ہے اور اسے بچہ، جوان، بوڑھا، مریض اور مردہ بناتا رہتا ہے اور وہ کسی ایک بات کے ٹال دینے پر قادر نہیں ہوتا ہے لیکن ملک خدا کی حیثیت اس اسے بالکل مختلف ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کے سارے ملک اپنے حدود اربعہ سے پہچانے جاتے ہیں اور جہاں یہ حدود ختم ہوجاتے ہیں وہاں مملکت کا سلسلہ بھی تمام ہوجاتا ہے لیکن خدائی ملک بالکل غیر محدود ہے اور اس کی کوئی حد معین نہیں کی جاسکتی ہے اس کا ملک اس کے اقتدار سے وابستہ ہے اور اس کے اقتدار کو محدود نہیں کیا جا سکتا ہے لہٰذا اس کا ملک بھی غیر محدود ہے۔

(٢) آیت کریمہ صاف صاف اعلان کررہی ہے کہ نگاہ پروردگار میں کثرت عمل کا کوئی معیار نہیں ہے بلکہ حسن عمل معیار ہے انسان کثرت عمل بہت آسانی سے پیدا کرسکتا ہے لیکن حسن عمل بہت مشکل کام ہے اس لئے کہ کثرت عمل کا تعلق تکرار عمل سے ہے اور حسن عمل کا تعلق اخلاص عمل سے ہے اور اخلاص عمل کا

جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ

انہیں شیاطین کو سنگسار کرنے کا ذریعہ بنادیا ہے اور ان کے لئے جہنم کا عذاب الگ

السَّعِيْرِ ۞ ٥ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ

مہیا کر رکھا ہے (۵) اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا ہے ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۞ ٦ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا

اور وہی بدترین انجام ہے(۶) جب بھی وہ اس میں ڈالے جائیں گے اس کی چیخ سنیں گے

وَّهِيَ تَفُوْرُ ۙ ۞ ٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا

اور وہ جوش مار رہا ہوگا (۷) بلکہ قریب ہوگا کہ جوش کی شدت سے پھٹ پڑے جب بھی اس میں کسی گروہ کو ڈالا جائے گا

فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۞ ٨ قَالُوْا بَلٰى قَدْ

تو اس کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا (۸) تو وہ کہیں گے کہ آیا تو تھا

جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۖۚ

لیکن ہم نے اسے جھٹلادیا اور یہ کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۞ ٩ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ

تم لوگ خود بہت بڑی گمراہی میں مبتلا ہو (۹) اور پھر کہیں گے کہ اگر ہم بات سن لیتے

اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۞ ١٠ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ

اور سمجھتے ہوتے تو آج جہنم والوں میں نہ ہوتے (۱۰) تو انہوں نے خود اپنے گناہ کا اقرار کرلیا تو

فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۞ ١١ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ

اب جہنم والوں کے لئے تو رحمت خدا سے دوری ہی دوری ہے (۱۱) بیشک جو لوگ بغیر دیکھے

عربی حاشیہ

سحق۔ رحمت خدا سے دوری۔

خشیت۔ وہ خوف جو دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور اس کا مظاہرہ اعمال اور کردار کی شکل میں ہوسکے بے معرفتی کا خوف خشیت الٰہی کہے جانے کے قابل نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۵ اس امر کی دلیل ہے کہ انسان کے انجام کا دارومدار اس کی عقل اور بصیرت پر ہے اور یہی وجہ ہے کہ مذہب اہلبیتؑ نے عقل کی اہمیت پر بے حد زور دیا ہے اور اصول کافی کا پہلا باب ہی باب عقل وجہل ہے اور اس میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ جناب آدمؑ نے عقل کا انتخاب کرلیا تو دین اور حیا دونوں ساتھ آگئے کہ ان کا عقل سے الگ رہنا ناممکن ہے۔

اردو حاشیہ

پیدا کرلینا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے وہ پیدا ہو جائے تو ایک ضربت بھی عبادت ثقلین سے بھاری ہوسکتی ہے مگر یہ شرف ہر ایک کو نصیب کہاں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١٢﴾ وَ اَسِرُّوْا

اپنے پروردگار کا خوف رکھتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے (۱۲) اور تم لوگ

قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١٣﴾

اپنی باتوں کو آہستہ کہو یا بلند آواز سے خدا تو سینوں کی رازوں کو بھی جانتا ہے (۱۳)

اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿١٤﴾ ع هُوَ الَّذِيْ (ع ۱ / ۱۴)

اور کیا پیدا کرنے والا نہیں جانتا ہے جب کہ وہ لطیف بھی ہے اور خبیر بھی ہے (۱۴) اسی نے تمہارے لئے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا

زمین کو نرم بنا دیا ہے کہ اس کے اطراف میں چلو اور رزقِ خدا تلاش کرو

مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿١٥﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ

پھر اسی کی طرف قبروں سے اٹھ کر جانا ہے (۱۵) کیا تم آسمان میں حکومت کرنے والے کی طرف سے

اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴿١٦﴾ ۙ اَمْ اَمِنْتُمْ

مطمئن ہوگئے کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور وہ تمہیں گردش ہی دیتی رہے (۱۶) یا تم اس کی طرف سے

مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ

اس بات سے محفوظ ہوگئے کہ وہ تمہارے اوپر پتھروں کی بارش کردے پھر تمہیں بہت جلد معلوم ہوجائے گا کہ

كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿١٧﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ

میرا ڈرانا کیسا ہوتا ہے (۱۷) اور ان سے پہلے والوں نے بھی تکذیب کی ہے تو دیکھو کہ ان کا انجام کتنا

كَانَ نَكِيْرِ ﴿١٨﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ

بھیانک ہوا ہے (۱۸) کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر ان پرندوں کو نہیں دیکھا ہے جو پر پھیلا دیتے ہیں اور

عربی حاشیہ

اسرار۔ خفیہ انداز سے بات کرنا جو مشرکین کا خاص طریقۂ کار تھا کہ نبی اکرمؐ کے خلاف خفیہ سازشیں کیا کرتے تاکہ کسی کو معلوم نہ ہوسکے۔

ذلول۔ نرم، مسخر اور تابع فرمان۔

مناکب۔ منکب کی جمع ہے یعنی کندھے اور اطراف و جوانب۔

نشور۔ دوبارہ زندہ کیا جانا۔

من فی السماء۔ سے مراد ذاتِ خدا ہے جو مکان کے اعتبار سے آسمان میں ساکن نہیں ہے لیکن اس کا حکم آسمانوں میں بھی چل رہا ہے۔

مور۔ آمدورفت، حرکت، اضطراب،

حاصب۔ وہ ہوا جس کے ساتھ پتھر بھی ہوں۔

نکیر۔ بھیانک عذاب۔

صافات۔ وہ پرندے جو پروں کو پھیلا کر اڑتے ہیں۔

غرور۔ شیطانی دھوکہ۔

اردو حاشیہ

(۳) انسان بظاہر یہ خیال کرتا ہے کہ زمین ساکن ہے اور وہ اس کی سطح پر آمدورفت کر رہا ہے حالانکہ یہ دونوں باتیں حقیقت کے خلاف ہیں۔ حقیقت کے اعتبار سے زمین متحرک ہے اور گول ہے لہٰذا انسان اس کی سطح پر نہیں چل رہا ہے بلکہ اس کے کناروں پر چل رہا ہے اس لئے کہ گول چیز میں کوئی برابر کی سطح نہیں ہوتی ہے صرف اطراف و جوانب اور کنارے ہوتے ہیں جنہیں انسان وسعت کی بنا پر سطح مستوی خیال کرتا ہے۔ قرآن مجید نے زمین کو رام ہوجانے والے جانور سے تشبیہ دے کہ اس کی حرکت کی طرف متوجہ کیا ہے اور کناروں پر چلنے کا حکم دے کر اس کی کرویت کو واضح کیا ہے اور یہ اس کی بلاغت کا شاہکار ہے کہ ایسے الفاظ استعمال کردیئے جن سے عالم اور جاہل دونوں برابر سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

يَقْبِضْنَ ۘؔ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ

سمیٹ لیتے ہیں کہ انہیں اس فضا میں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں سنبھال سکتا کہ وہی ہر شے کی

بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ

نگرانی کرنے والا ہے (۱۹) کیا یہ جو تمہاری فوج بنا ہوا ہے خدا کے مقابلہ میں

مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ ۚ

تمہاری مدد کرسکتا ہے۔ بیشک کفار صرف دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں (۲۰)

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ

یا یہ تم کو روزی دے سکتا ہے اگر خدا اپنی روزی کو روک لے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ نافرمانی

لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ

اور نفرت میں غرق ہوگئے ہیں (۲۱) کیا وہ شخص جو منہ کے بل چلتا ہے وہ زیادہ

اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾

ہدایت یافتہ ہے یا جو سیدھے سیدھے صراطِ مستقیم پر چل رہا ہے (۲۲)

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ

آپ کہہ دیجئے کہ خدا ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی نے تمہارے لئے کان آنکھ اور

الْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ

دل قرار دیئے ہیں مگر تم بہت کم شکریہ ادا کرنے والے ہو (۲۳) کہہ دیجئے کہ

الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ

وہی وہ ہے جس نے زمین میں تمہیں پھیلا دیا ہے اور اسی کی طرف تمہیں جمع کرکے لے جایا جائے گا (۲۴) اور

عربی حاشیہ

لجو۔ لجاج۔ کسی امر میں مختلف موانع کے باوجود داخل ہوجانا۔

عتو۔ غرور واستکبار۔

نفور۔ حق سے بیزاری۔

مکب۔ منھ کے بل گر پڑنے والا۔

ذرأکم۔ یعنی پیدا کر کے منتشر کردیا۔

وعد۔ یعنی موعود جس کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی قیامت۔

ف: زمین کا ذلول ہونا دلیل ہے کہ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے بھی اور سورج سے فاصلہ کے اعتبار سے بھی مکمل طور پر انسان کے لئے مفید ہے لیکن مشی کا حکم دلیل ہے اس سے استفادہ کے لئے محنت بہرحال ضروری ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) یہ اس نکتہ کی طرف توجہ دلانے کیلئے ہے کہ فضائے بسیط میں جو بھی مخلوقات پائی جاتی ہیں یا وہاں پہنچ جاتی ہیں ان کے اس فضا میں رکنے کا سہارا کیا ہے۔ زمین پر تو انسان تصور کر سکتا ہے کہ ایک کھڑے ہونے کا سہارا ہے اس پر کھڑا ہوجاتا ہے لیکن فضا میں تو اتنا سہارا بھی نہیں ہے پھر اس قرار کا راز کیا ہے۔ قرآن مجید نے قوت جاذبہ کے انکشاف سے سیکڑوں سال پہلے انسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کردیا تھا اور اسے ایک دعوت فکر ونظر دے دی تھی کہ کسی صاحب قوت کے اشارہ قدرت کا کرشمہ ہے جو کل کائنات قائم ہے ورنہ یہ قوت جذب نہ رکھ دی گئی ہوتی تو کائنات بکھر کر منتشر ہوجاتی اور اس کی بقا کا کوئی امکان نہ ہوتا۔

يَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم لوگ سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہوگا (۲۵)

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾

آپ کہہ دیجئے کہ علم اللہ کے پاس ہے اور میں تو صرف واضح طور پر ڈرانے والا ہوں (۲۶)

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ

پھر جب اس قیامت کے عذاب کو قریب دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور ان سے

هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

کہا جائے گا کہ یہی وہ عذاب ہے جس کے تم خواستگار تھے (۲۷) آپ کہہ دیجئے کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ

اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ

خدا مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کردے یا ہم پر رحم کرے تو ان کافروں کا دردناک

مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ

عذاب سے بچانے والا کون ہے (۲۸) کہہ دیجئے کہ وہی خدائے رحمان ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں

تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾

اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے پھر عنقریب تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ کھلی ہوئی گمراہی میں کون ہے (۲۹)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ

کہہ دیجئے کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارا سارا پانی زمین کے اندر جذب ہوجائے تو تمہارے لئے چشمہ کا پانی

بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ع

بہا کر کون لائے گا (۳۰)

ع ۲ ۱۶ ۲

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۷ کی تطبیق ظہور امام عصرؑ پر کی گئی ہے کہ غیبت کے بعد امام کا ظاہر کرنا اور دنیا کی تشنگی کو رفع کر دینا خدا کے علاوہ کسی طاقت کا کام نہیں ہے۔

یہ سورہ مبارکہ مالکیت سے شروع ہوکر رحمت پر تمام ہوا ہے ''اللھم ارحمنا''

زلفہ۔قریب۔

سیئت وجوہھم ۔یعنی چہروں پر ذلت اور نکبت کے آثار نمایاں ہوگئے۔

تدعون۔جس کا مطالبہ کرر ہے تھے۔

غور۔ پانی جو زمین کے اندر جذب ہوجائے۔

معین۔ جاری یا ظاہر جسے آنکھیں دیکھ سکیں۔

خلق عظیم۔ بہترین اخلاق اور بہترین دین۔ جیسا کہ روایات میں قرآن مجید کو اخلاق پیغمبرؐ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ گویا قرآن کریم آپ کے کردار میں مجسم ہوگیا ہے۔

اردو حاشیہ

ایاتها ۵۲ | ۶۸ سُورَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ ۲ | رکوعاتها ۲

سورہ قلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

ن، قلم اور اس چیز کی قسم جو یہ لکھ رہے ہیں (۱) آپ اپنے پروردگار کی نعمت کے طفیل

بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ

مجنون نہیں ہیں (۲) اور آپ کے لئے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے (۳) اور آپ بلند ترین

لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۵﴾ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾

اخلاق کے درجہ پر ہیں (۴) عنقریب آپ بھی دیکھیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے (۵) کہ دیوانہ کون ہے (۶)

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۠ وَهُوَ

آپ کا پروردگار بہتر جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے بہک گیا ہے اور

اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۷﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۸﴾ وَدُّوْا

کون ہدایت یافتہ ہے (۷) لہٰذا آپ جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کریں (۸) یہ چاہتے ہیں کہ

لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۙ﴿۱۰﴾

آپ ذرا نرم ہوجائیں تو یہ بھی نرم ہوجائیں (۹) اور خبردار آپ کسی بھی مسلسل قسم کھانے والے ذلیل (۱۰)

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ۙ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۙ﴿۱۲﴾

عیب جو اور اعلیٰ درجہ کے چغل خور (۱۱) مال میں بیحد بخل کرنے والے، تجاوز گر گناہگار (۱۲)

عربی حاشیہ

ممنون۔ ناقص اور منقطع ہوجانے والا۔

مفتون۔ مجنون۔

ادہان۔ نرمی اور مجاملت جس کے بعد فریقین ایک دوسرے کی مرضی کے خلاف امور کو نظرانداز کردیں۔

ہماز۔ طنز اور غیبت کرنے والا۔

مشاء بنمیم۔ چغلی کرکے باتوں کو نشر کرنے والا اور اس طرح فساد پیدا کرنے والا۔

زنیم۔ جو کسی کی طرف منسوب کر دیا جائے اور اس کا نہ ہو۔

زَنَمہ۔ اس جلد کو کہتے ہیں جو بکرے کی گردن میں لٹک جاتی ہے۔

ف: قلم ماضی کے عکاس، مستقبل کے پاسبان، معارف کے امانت دار اور زمان ومکان کے رشتے جوڑنے والے عنصر کا نام ہے اور انہیں کمالات کی بنا پر پہلی وحی میں اسے تعلیم کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور سورہ میں اسے قابل قسم قرار دیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) مفسرین کے درمیان ان کلمات کے بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے کسی کی نگاہ میں نون مچھلی کا نام ہے اور کسی کے نزدیک دوات کو کہا گیا ہے کسی نے اسے رحمان کا نون قرار دیا ہے اور کسی نے نفس کا نون لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ اس کا علم پروردگار کے علاوہ کسی انسان کے پاس نہیں ہے۔ وہ جسے چاہے بتا سکتا ہے اس سے ہٹ کر انسان کو ادعائے علم کرنے کا حق نہیں ہے۔ قلم کے بارے میں بھی یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ عام قلم ہے یا وہ قلم ہے جس سے لوح محفوظ پر لکھا گیا ہے۔ کتاب کے بارے میں بھی یہ بحث ہے کہ اس سے کون سی کتاب مراد ہے لیکن اس پر سب نے اتفاق کرلیا ہے کہ یہ آیات ولید بن مغیرہ کے طنز کا جواب ہیں کہ اس نے رسول اکرمؐ کو دیوانہ کہہ دیا تھا تو قدرت نے اسے حلاف، مہین، ہماز، مشاء بنمیم، مناع للخیر، معتدی، اثیم، عتل اور زنیم تمام الفاظ سے یاد کیا ہے کہ یہ مسئلہ انتہائی سنگین ہے اور سارے مذہب اور دین کا دارومدار نبی کی عقل کی صحت اور ان کے بیان کے وحی الٰہی ہونے ہی پر ہے۔ اس میں شک پیدا ہوگیا تو مذہب پر اعتبار ہی نہ رہ جائے گا۔ آیات کریمہ سے اتنا ضرور واضح ہوجاتا ہے کہ کسی نے پیغمبر کریمؐ کے دماغ پر حملہ کر دیا تھا تو قدرت نے قلم اور کتاب کا حوالہ دے کر صفائی دی ہے کہ پیغمبرؐ مجنون نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ درمیان میں قلم اور کتابت بھی کوئی مسئلہ ہے۔ اور یہ کہ پیغمبرؐ کے دماغ پر حملہ کرنے والا مذکورہ بالا القاب اور خطابات کا بھی مستحق ہوتا ہے۔ فتدبر۔

عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۱۴﴾

بدمزاج اور اس کے بعد بدنسل کی اطاعت نہ کریں (۱۳) صرف اس بات پر کہ یہ صاحبِ مال و اولاد ہے (۱۴)

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾

جب اس کے سامنے آیاتِ الٰہیہ کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہہ دیتا ہے کہ یہ سب اگلے لوگوں کی داستانیں ہیں (۱۵)

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ

ہم عنقریب اس کی ناک پر نشان لگادیں گے (۱۶) ہم نے ان کو اسی طرح آزمایا ہے جس طرح باغ والوں کو

الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾

آزمایا تھا جب انہوں نے قسم کھائی تھی کہ صبح کو پھل توڑ لیں گے (۱۷) اور انشاء اللہ نہیں کہیں گے (۱۸)

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَ هُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾

تو خدا کی طرف سے راتوں رات ایک بلا نے چکر لگایا جب یہ سب سو رہے تھے (۱۹)

فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا

اور سارا باغ جل کر کالی رات جیسا ہوگیا (۲۰) پھر صبح کو ایک نے دوسرے کو آواز دی (۲۱) کہ پھل توڑنا ہے

عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَ هُمْ

تو اپنے اپنے کھیت کی طرف چلو (۲۲) پھر سب گئے اس عالم میں کہ آپس میں راز دارانہ

يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾

باتیں کررہے تھے (۲۳) کہ خبردار آج باغ میں کوئی مسکین داخل نہ ہونے پائے (۲۴)

وَّ غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا

اور روک تھام کا بندوبست کرکے صبح سویرے پہنچ گئے (۲۵) اب جو باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ

عربی حاشیہ

ف: اس باغ کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ صفاء میں تھا یا حبشہ میں یا شام میں تھا یا طائف میں لیکن مشہور یہی ہے کہ یمن میں تھا اور اس دور میں اس قدر مشہور تھا کہ اسے بغیر کسی تمہید کے حوالے میں پیش کردیا گیا اور اس کی داستان کو سبق آموز قرار دے دیا گیا۔

خرطوم۔ ناک ہے اور اس پر نشان لگانا ذلت کی علامت ہے۔ ناک ہر قوم میں غیرت کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔

صرم۔ کھجور توڑنا۔

لایستثنون۔ اپنے ارادہ میں مشیت الٰہی کا استثناء نہیں کرتے..... یا فقیروں کا حصہ الگ نہیں کرتے اور سب توڑ کر رکھ لیتے ہیں۔

طائف۔ گردش کرنے والی بلا۔

صریم جس باغ کے پھل توڑ لئے جائیں۔

اردو حاشیہ

(۲) کہا جاتا ہے کہ ولید بن مغیرہ ایک دولت مند انسان تھا۔ اس کے پاس بہت سے باغات وغیرہ تھے اور انہیں کے غرور میں پیغمبرؐ کی باتوں کا مذاق اڑایا کرتا تھا اور انہیں دیوانہ کہا کرتا تھا۔ قدرت نے توجہ دلائی کہ ہم ایسے افراد کا پہلے بھی امتحان لے چکے ہیں کہ جب ان میں اپنی طاقت کا غرور پیدا ہوگیا اور اپنے مال میں غریبوں کو شامل کرنا چھوڑ دیا تو ہم نے راتوں رات سارے باغ ختم کردیئے اور صبح کو سب توبہ کرنے لگے۔ یہ ہمارا احسان تھا کہ ہم نے توبہ قبول کر لی اور ان پر یہ واضح کردیا کہ ہمارے اقتدار سے باہر نکل جانا ممکن نہیں ہے۔

دورِ حاضر میں کتنے ہی ابن مغیرہ پائے جاتے ہیں جو دولت کے نشہ میں غرباء کو بھول جاتے ہیں اور اللہ کو بھی نظر انداز کردیتے ہیں۔ قرآن مجید انہیں بھی متوجہ کر رہا ہے کہ ہم جس وقت چاہیں ساری نعمتیں واپس لے سکتے ہیں اور کسی میں انکار کرنے کا دم نہیں ہے ہم نے ساری نعمتیں آخرت میں صاحبانِ تقویٰ کیلئے رکھی ہیں اور کسی بدکار سے کسی بات کا وعدہ نہیں کیا ہے اور نہ کسی کتاب میں ایسی کوئی آیت نازل کی ہے کہ ہم ان کی ناز برداری کرتے رہیں گے۔ ہمارے یہاں صرف ایمان اور تقویٰ کی اہمیت ہے اور اس کا معیار بھی یہ ہے کہ انسان میں دولت کا غرور نہ پیدا ہو اور اپنے مال میں غرباء و مساکین کا بھی حصہ رکھے ورنہ برے انجام کے پیش آنے میں دیر نہیں لگتی ہے اور وہ کسی وقت بھی سامنے آسکتا ہے اس وقت کوئی غرور کام

لَضَآلُّوْنَ ۙ (۲۶) بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ (۲۷) قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ

ہم تو بہک گئے (۲۶) بلکہ بالکل سے محروم ہوگئے (۲۷) تو ان کے منصف مزاج نے کہا کہ

اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ (۲۸) قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا

میں نے نہ کہا تھا کہ تم لوگ تسبیح پروردگار کیوں نہیں کرتے (۲۸) کہنے لگے کہ ہمارا رب پاک و بے نیاز ہے

ظٰلِمِيْنَ (۲۹) فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ (۳۰)

اور ہم واقعاً ظالم تھے (۲۹) پھر ایک نے دوسرے کو ملامت کرنا شروع کردی (۳۰)

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ (۳۱) عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا

کہنے لگے کہ افسوس ہم بالکل سرکش تھے (۳۱) شائد ہمارا پروردگار ہمیں اس سے بہتر دے دے کہ

خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ (۳۲) كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ

ہم اس کی طرف رغبت کرنے والے ہیں (۳۲) اسی طرح عذاب نازل ہوتا ہے

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ع (۳۳) اِنَّ (ع ۳۳)

اور آخرت کا عذاب تو اس سے بڑا ہے اگر انہیں علم ہو (۳۳) بیشک

لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (۳۴) اَفَنَجْعَلُ

صاحبانِ تقویٰ کے لئے پروردگار کے یہاں نعمتوں کی جنّت ہے (۳۴) کیا ہم

الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ؕ (۳۵) مَا لَكُمْ ۫ وقفة كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۚ (۳۶) اَمْ

اطاعت گزاروں کو مجرموں جیسا بنا دیں (۳۵) تمہیں کیا ہوگیا ہے کیسا فیصلہ کر رہے ہو (۳۶) یا تمہاری

لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۙ (۳۷) اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۚ (۳۸)

کوئی کتاب ہے جس میں یہ سب پڑھا کرتے ہو (۳۷) کہ وہاں تمہاری پسند کی ساری چیزیں حاضر ملیں گی (۳۸)

عربی حاشیہ

حرد۔ ارادہ یا علیحدگی۔ یہاں دونوں معنی مراد ہوسکتے ہیں کہ اپنے منصوبہ پر قدرت رکھتے ہوئے صبح سویرے اٹھ کھڑے ہوئے یا ساری قوم سے الگ نکل پڑے تاکہ مساکین شامل نہ ہونے پائیں۔

اوسط۔ انصاف ور اور معتدل رائے رکھنے والے۔

ایمان بالغہ۔ وہ قسمیں جن میں انتہائی تاکید پائی جاتی ہو۔

زعیم۔ کفیل۔ ذمہ دار۔

کشف ساق۔ شدت اور مصیبت کا محاورہ ہے گویا انسان دامن سمیٹ کر بھاگنا چاہتا ہے اور پنڈلی کھل گئی ہے۔

اردو حاشیہ

آنے والا نہیں ہے اور سارا مال ایک مستقل وبال بن جائے گا۔

اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ
یا تم نے ہم سے روزِ قیامت تک کی قسمیں لے رکھی ہیں کہ تمہیں وہ سب کچھ ملے گا
لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ۚ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ۛ ﴿۴۰﴾ اَمْ
جس کا تم فیصلہ کرو گے (۳۹) ان سے پوچھئے کہ ان سب باتوں کا ذمہ دار کون ہے (۴۰) یا
لَهُمْ شُرَكَآءُ ۛ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾
ان کے لئے شرکاء ہیں تو اگر یہ سچے ہیں تو اپنے شرکاء کو لے آئیں (۴۱)
يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا
جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور انہیں سجدوں کی دعوت دی جائے گی اور یہ سجدہ بھی
يَسْتَطِيْعُوْنَ ۙ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ
نہ کرسکیں گے (۴۲) ان کی نگاہیں شرم سے جھکی ہوں گی ذلّت ان پر چھائی ہوگی
وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾
اور انہیں اس وقت بھی سجدوں کی دعوت دی جارہی تھی جب یہ بالکل صحیح و سالم تھے (۴۳)
فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ
تو اب مجھے اور اس بات کے جھٹلانے والوں کو چھوڑ دو ہم عنقریب انہیں اس طرح گرفتار کریں گے کہ
مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۖ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾
انہیں اندازہ بھی نہ ہوگا (۴۴) اور ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ ہماری تدبیر مضبوط ہے (۴۵)
اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۚ ﴿۴۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ
کیا آپ ان سے مزدوری مانگ رہے ہیں جو یہ اس کے تاوان کے بوجھ سے دبے جارہے ہیں (۴۶) یا ان کے پاس

عربی حاشیہ

ف: آیات کریمہ نے واضح کردیا ہے کہ نعمات الٰہیہ میں مستحقین کو شریک نہ کرنا تباہی کا باعث ہوجایا کرتا ہے اور ان کی شرکت ہی برکت کا سبب بنتی ہے۔ نیز یہ گناہ اور رزق کی تنگی میں نمایاں قسم کا رتباط پایاجاتا ہے۔ فاعتبروایااولی الابصار۔

ف: امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ بعض اوقات انسان گناہ کرتا ہے تو پروردگار اسے عذاب کے بجائے نعمت عطا کردیتا ہے اور وہ استغفار سے غافل ہوجاتا ہے اور پھر عذاب اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور اسی کا نام استدراج ہے۔ لیکن یہ صرف آخری درجہ کے گنہگاروں کے لئے ہے ورنہ ابتداء میں تنبیہ بھی کرتا ہے۔ ''مجمع البیان''

خاشعہ۔ خشوع دل کی صفت ہے لیکن اس کا اظہار نگاہوں سے بھی ہورہا ہے۔

ترہقہم۔ یعنی ذلت ان پر چھا گئی ہے۔

استدراج۔ دھیرے دھیرے عذاب کی

اردو حاشیہ

(۳) یہ ایک کھلا ہوا انتقام ہے کہ ان ظالموں کو ہمیں سیدھا کر سکتے ہیں اور اس کا راستہ ایک تدریجی عذاب ہے جس کا انہیں احساس بھی نہ ہوگا اور ایک دن عذاب میں مبتلا ہوجائیں گے۔

قدرت کے اس اندازِ عذاب سے ہر انسان کو خوفزدہ رہنا چاہیے اور کبھی راحت دنیا پر مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ خدا جانے وہ کس وقت عذاب نازل کر کے سب کچھ فنا کردے اور کسی کو اس کا احساس بھی نہ ہو۔

الْغَیْبُ فَهُمْ یَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ

کوئی غیب ہے جسے یہ لکھ رہے ہیں (۴۷) اب آپ اپنے پروردگار کے حکم کے لئے صبر کریں اور صاحبِ حوت

الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰی وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ؕ لَوْلَاۤ اَنْ تَدٰرَكَهٗ

جیسے نہ ہوجائیں جب انہوں نے نہایت غصّہ کے عالم میں آواز دی تھی (۴۸) کہ اگر انہیں نعمت پروردگار نے

نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ

سنبھال نہ لیا ہوتا تو انہیں چٹیل میدان میں برے حالوں میں چھوڑ دیا جاتا (۴۹) پھر ان کے رب نے

رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

انہیں منتخب کرکے نیک کرداروں میں قرار دے دیا (۵۰) اور یہ کفّار قرآن کو سنتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ

لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ

عنقریب آپ کو نظروں سے پھسلادیں گے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ تو

لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ؗ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۲﴾ع

دیوانے ہیں (۵۱) حالانکہ یہ قرآن عالمین کے لئے نصیحت ہے اور بس (۵۲)

ع ۱۹ ۲

ایاتها ۵۲ | ۶۹ سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ ۷۸ | رکوعاتها ۲

سورہ حاقّۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

اَلْحَآقَّةُ ﴿۱﴾ۙ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۲﴾ۚ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۳﴾ؕ

یقیناً پیش آنے والی قیامت (۱) اور کیسی پیش آنے والی (۲) اور تم کیا جانو کہ یہ یقیناً پیش آنے والی شے کیا ہے (۳)

عربی حاشیہ

لپیٹ میں لے لینا۔

املاء۔ مہلت دینا۔

کید۔ مکر کو کہاجاتا ہے۔ یہاں یہ تعبیر جوابی کارروائی کے طور پر ہوئی ہے کہ ہم خفیہ سزا دینا بھی جانتے ہیں اور ہماری تدبیر بہت مستحکم ہوتی ہے۔

مغرم۔ تاوان کا بوجھ۔

مکظوم۔ غصہ سے بھرے ہوئے۔

عراء۔ چٹیل میدان۔

یزلقونک باَبصارہم ۔ یعنی نگاہِ تندوتیز سے پھسلادیں گے یا ہلاک کردیں گے۔

قرع۔ کسی سخت چیز کا سخت چیز سے ٹکرادینا۔

طاغیہ۔ وہ عذاب جو بظاہر حد سے بڑھا ہوا تھا یعنی انتہائی سخت چنگھاڑ۔

حسوم۔ مسلسل ۔جس طرح جانور کو بار بار داغا جاتا ہے۔

اعجاز۔ کھجور کے تنے۔

اردو حاشیہ

(۴) ایک مبلغ کی اہم ترین ذمہ داری یہ ہے کہ مصائب کو برداشت کرے اور نہ بددعا کرے اور نہ قوم سے کنارہ کشی کرے۔ انہیں کے درمیان رہے اور ان کے مظالم کو برداشت کرتا رہے۔ اسی کی تعلیم قدرت نے اپنے حبیبؐ کو دی ہے اور اسی کی تعلیم پیغمبرؐ نے اپنی قوم کے مبلغین کو عطا فرمائی ہے۔

(۱) قیامت کو یقینی قرار دینے کے بعد تین مرتبہ اس یقینیت کی تکرار کی گئی جو اس کی عظمت اور ہولناک کیفیت کی بہترین تصور کشی ہے اور اس کے بعد ثبوت کے طور پر گزشتہ اقوام کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ جس طرح ہم نے پرانی قوموں کو ایک چیخ چنگھاڑ اور ایک تیز وتند ہوا کے ذریعہ فنا کردیا تھا اسی طرح ہم پوری کائنات کو ایک صور اسرافیل سے فنا کرسکتے ہیں اور یہ بات بالکل ثابت، سچی اور یقینی ہے اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہماری قدرت کاملہ میں کسی طرح کی کمی آگئی ہے۔ ہم ایک مناسب وقت تک مہلت دیتے ہیں اس کے بعد جب چاہتے ہیں سب کا خاتمہ کردیتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے تمہیں اس وقت سے پہلے ہوشیار ہوجانا چاہیے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرلینی چاہیے۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾ فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا

قوم ثمود و عاد نے اس کھڑ کھڑانے والی کا انکار کیا تھا (۴) تو ثمود ایک چنگھاڑ کے ذریعہ

بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿۶﴾

ہلاک کردیئے گئے (۵) اور عاد کو انتہائی تیز و تند آندھی سے برباد کردیا گیا (۶)

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا

جسے ان کے اوپر سات رات اور آٹھ دن کے لئے مسلسل مسخر کردیا گیا تو تم دیکھتے ہو کہ

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿۷﴾

قوم بالکل مردہ پڑی ہوئی ہے جیسے کھوکھلے کھجور کے درخت کے تنے (۷)

فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ ﴿۸﴾ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَن قَبْلَهُ

تو کیا تم ان کا کوئی باقی رہنے والا حصّہ دیکھ رہے ہو (۸) اور فرعون اور اس سے پہلے اور

وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ ﴿۹﴾ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ

الٹی بستیوں والے سب نے غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے (۹) کہ پروردگار کے نمائندہ کی نافرمانی کی

فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿۱۰﴾ إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ

تو پروردگار نے انہیں بڑی سختی سے پکڑ لیا (۱۰) ہم نے تم کو اس وقت کشتی میں اٹھا لیا تھا

فِي الْجَارِيَةِ ﴿۱۱﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ

جب پانی سر سے چڑھ رہا تھا (۱۱) تاکہ اسے تمہارے لئے نصیحت بنائیں اور محفوظ رکھنے والے

وَاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ وَ

کان سن لیں (۱۲) پھر جب صور میں پہلی مرتبہ پھونکا جائے گا (۱۳) اور

عربی حاشیہ

خاویہ۔ گرے ہوئے۔

ف: واضح رہے کہ نظر بد ایک حقیقت ہے اور اس کا توڑ تعویذ بھی ایک حقیقت ہے۔ یہ اور بات ہے کہ لوگوں نے اسے کاروبار بنالیا ہے۔
(نہج البلاغہ کلمات قصاء ۴۰۰)

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید نے قوم ثمود کے عذاب کو طاغیہ، قوم عاد کے عذاب کو عاتیہ، قوم فرعون ولوط کے لئے رابیہ اور قوم نوح کے لئے طغیٰ الماء کا لفظ استعمال کیا ہے جو دنیا میں تناسب اعمال وغیرہ کی دلیل ہے اور آخرت میں تجسم اعمال کی!

موتفکات۔ منقلبات یعنی قوم لوط کی وہ بستیاں جنھیں فرشتوں نے منقلب کر دیا تھا۔

خاطۂ۔ بری حرکتیں۔

رابیہ۔ اضافی یعنی شدید ترین گرفت۔

جاریہ۔ کشتی نوح۔

اذن داعیہ۔ وہ کان جو بات کو سن کر محفوظ رکھ سکیں جیسا کہ روایات میں حضرت علیؑ

اردو حاشیہ

(۲) دنیا میں کون سا انسان ہے جو کان نہیں رکھتا ہے اور بات نہیں سنتا ہے لیکن ان تمام انسانوں کے درمیان کتنے افراد ہیں جو عقل وفکر اور دعی بھی رکھتے ہیں کہ سننے کے بعد غور وفکر کرتے ہیں اور پھر بات کو محفوظ رکھتے ہیں۔ انسان کا کمال بات کو سن لینے میں نہیں ہے۔ انسان کا کمال اسے سمجھنا اور محفوظ رکھنا ہے۔ قدرت نے ماضی کے واقعات کو سنا کر اور مستقبل کے حالات سے باخبر کر کے انسان کو متوجہ کر دیا کہ قیامت بہرحال آنے والی ہے اور بڑے ہولناک انداز سے آنے والی ہے لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ اس کے واسطے کوئی انتظام کرو اور عمل صالح اور توبہ کے ذریعہ اپنی نجات کا سامان مہیا کرو۔

حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿١٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ

زمین اور پہاڑوں کو اکھاڑ کر ٹکرا کر ریزہ ریزہ کردیا جائے گا (۱۴) تو اس دن

وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ

قیامت واقع ہوجائے گی (۱۵) اور آسمان شق ہوکر بالکل پھس پھسے

وَّاهِيَةٌ ﴿١٦﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰۤى اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ

ہوجائیں گے (۱۶) اور فرشتے اس کے اطراف پر ہوں گے اور عرشِ الٰہی کو اس دن آٹھ

فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿١٧﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى

فرشتے اٹھائے ہوں گے (۱۷) اس دن تم کو منظر عام پر لایا جائے گا اور تمہاری

مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ

کوئی بات پوشیدہ نہ رہے گی (۱۸) پھر جس کو نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا

فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿١٩﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ

وہ سب سے کہے گا کہ ذرا میرا نامہ اعمال تو پڑھو (۱۹) مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ میرا حساب

حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِيْ جَنَّةٍ

مجھے ملنے والا ہے (۲۰) پھر وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا (۲۱) بلند ترین

عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَآ

باغات میں (۲۲) اس کے میوے قریب قریب ہوں گے (۲۳) اب آرام سے کھاو پیو کہ

اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ

تم نے گزشتہ دنوں میں ان نعمتوں کا انتظام کیا ہے (۲۴) لیکن جس کو نامہ اعمال

عربی حاشیہ

کو اس لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ غایۃ المرام وتفسیر البرہان۔

ارجاء۔ رجا کی جمع ہے یعنی اطراف گویا کہ فرشتے حکم الٰہی کے انتظار میں کھڑے ہوئے ہیں۔

ہاؤم۔ اسم فعل ہے یعنی پکڑو۔

کتبیہ۔ حسابیہ۔ میں ہا دسکتہ ہے جس سے یا کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے۔

ظننت۔ یہ ظن علم ویقین کے معنی میں ہے۔

دانیہ۔ قریب تر اور انسان کی پہنچ کے اندر۔

ھنیئاً۔ گوارا اور خوشگوار۔

قاضیہ۔ فیصلہ کردینے والی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کردینے والی۔

فاسلکوہ۔ گویا سارے مجرمین ایک دھاگے میں پرودیئے گئے ہیں اور یہ منظر بھی عجیب وغریب منظر ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ زمین وآسمان کے ٹکڑے ہو جانے کے بعد بھی عرش الٰہی برقرار رہے گا اور وہ کوئی تخت نہیں ہے جو جگہ کے ختم ہو جانے کے بعد الٹ جائے اور اس عرش کی وسعت بے پناہ ہے کہ ساتوں آسمان ختم ہو گئے تو آٹھ فرشتے سنبھالنے کیلئے موجود ہیں جن پر یہ اقتدار کام کر رہا ہے اور اس عرش کی حکومت چل رہی ہے۔

بِشِمَالِهِ ۙ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ﴿٢٥﴾ وَلَمْ أَدْرِ

بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا اے کاش یہ نامہ اعمال مجھے نہ دیا جاتا (۲۵) اور مجھے

مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَا أَغْنَىٰ

اپنا حساب نہ معلوم ہوتا (۲۶) اے کاش اس موت ہی نے میرا فیصلہ کردیا ہوتا (۲۷) میرا مال بھی

عَنِّي مَالِيَهْ ۜ ﴿٢٨﴾ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوهُ

میرے کام نہ آیا (۲۸) اور میری حکومت بھی برباد ہوگئی (۲۹) اب اسے پکڑو

فَغُلُّوهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا

اور گرفتار کرلو (۳۰) پھر اسے جہنم میں جھونک دو (۳۱) پھر ایک

سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ﴿٣٢﴾ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ

ستر گز کی رسی میں اسے جکڑ لو (۳۲) یہ خدائے عظیم پر ایمان

الْعَظِيمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿٣٤﴾ فَلَيْسَ

نہیں رکھتا تھا (۳۳) اور لوگوں کو مسکینوں کو کھلانے پر آمادہ نہیں کرتا تھا (۳۴) تو آج

لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ ﴿٣٥﴾ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ﴿٣٦﴾

اس کا یہاں کوئی غمخوار نہیں ہے (۳۵) اور نہ پیپ کے علاوہ کوئی غذا ہے (۳۶)

لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ﴿٣٧﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ﴿٣٨﴾

جسے گنہگاروں کے علاوہ کوئی نہیں کھاسکتا (۳۷) میں اس کی بھی قسم کھاتا ہوں جسے تم دیکھ رہے ہو (۳۸)

وَمَا لَا تُبْصِرُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿٤٠﴾ وَمَا

اور اس کی بھی جس کو نہیں دیکھ رہے ہو (۳۹) کہ یہ ایک محترم فرشتے کا بیان ہے (۴۰) اور یہ

عربی حاشیہ

ف: روایات میں عرش الٰہی کے حاملین میں انبیاء واولیاء کو بھی شمار کیا گیا ہے اور امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ عرش علم ہے اور اس کے چار حامل ہم ہیں اور چار جنھیں خدا چاہے۔

نورالثقلین ؛۴۰۶ حدیث ۲۸

ف: بعض مورخین کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ کے سامنے آیت نمبر ۳۷ کو الخاطون پڑھا اور کہا کہ کیا تمام چلنے والوں پر یہ عذاب ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ یہ خاطئون ہے اور اس کے بعد ابوالاسود دئلی کو حکم دیا کہ قرآن پر اعراب لگائیں تاکہ غیر عرب بھی صحیح تلاوت کرسکیں۔

حمیم۔ کام آنے والا دوست۔

غسلین۔ ایسی غذا جو پیٹ کے اندر کے تمام اجزاء کو دھو کر بالکل صاف کردے اور صرف خول باقی رہ جائے۔

اردو حاشیہ

(۴) نگاہِ پروردگار میں مسکین اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ اس کو کھانا نہ کھلانا خدا پر ایمان نہ لانے کے مرادف ہے اور اس کا عذاب اتنا سخت ہے کہ انسان زنجیر میں جکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے استغفر اللہ۔

واضح رہے کہ یہ ان لوگوں کی سزا ہے جو لوگوں کو مسکینوں کے کھلانے پر آمادہ نہیں کرتے تھے تو جن کے پاس خدا کا دیا ہوا بے حساب تھا اور وہ اس میں سے راہِ خدا میں انفاق نہیں کرتے تھے۔ ان کا انجام کیا ہوگا یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾ وَلَا بِقَوْلِ

کسی شاعر کا قول نہیں ہے ہاں تم بہت کم ایمان لاتے ہو (۴۱) اور یہ کسی کا

كَاهِنٍ ؕ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ

کاہن کا کلام نہیں ہے جس پر تم بہت کم غور کرتے ہو (۴۲) یہ رب العالمین کا

الْعَالَمِينَ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿٤٤﴾

نازل کردہ ہے (۴۳) اور اگر یہ پیغمبر ہماری طرف سے کوئی بات گڑھ لیتا (۴۴)

لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ﴿٤٦﴾

تو ہم اس کے ہاتھ کو پکڑ لیتے (۴۵) اور پھر اس کی گردن اڑا دیتے (۴۶)

فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ

پھر تم میں سے کوئی مجھے روکنے والا نہ ہوتا (۴۷) اور یہ قرآن صاحبانِ تقویٰ کے لئے

لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٨﴾ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنكُم مُّكَذِّبِينَ ﴿٤٩﴾ وَإِنَّهُ

نصیحت ہے (۴۸) اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے جھٹلانے والے بھی ہیں (۴۹) اور یہ

لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٥٠﴾ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ﴿٥١﴾

کافرین کے لئے باعثِ حسرت ہے (۵۰) اور یہ بالکل یقینی چیز ہے (۵۱)

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٥٢﴾

لہٰذا آپ اپنے عظیم پروردگار کے نام کی تسبیح کریں (۵۲)

عربی حاشیہ

فلا اقسم۔ لا زائد ہے۔
اقاویل۔ وہ اقوال جو اپنی طرف سے گڑھ کر منسوب کردیئے جائیں۔
وتین۔ گردن کی شہ رگ۔
حاجز۔ مانع۔
تذکرہ۔ عبرت ونصیحت۔
سائل۔ بعض روایات کی بنا پر نضر بن الحارث تھا جو روز بدر قتل کیا گیا اور بعض مفسرین نے حارث بن نعمان فہری کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اگرچہ سورہ مکی ہے لیکن کردار دونوں کا ایک جیسا ہے اور تمام اہل باطل اس مزاج کے حامل ہوتے ہیں۔
خمسین الف۔ یعنی ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوتا ہے یا ایک دن میں پچاس ہزار سال کی مسافت طے کرتے ہیں۔
مہل۔ پگھلا ہوا تانبا۔

اردو حاشیہ

(۵) واضح رہے کہ یہ پیغمبر اسلامؐ کی صداقت کے اعلان کا ایک طریقہ تھا ورنہ خدا کی طرف سے یہ کوئی قانون عام نہیں ہے کہ جس کی گردن نہ کاٹی جائے سمجھو کہ اس کا دعوائے نبوت سچا ہے پروردگار نے پیغمبرؐ اسلام کے بارے میں اس معیار سے ان کی صداقت کا اعلان کر دیا ہے۔ اب اس کے بعد ہر بات کی صداقت کا امتحان پیغمبر اسلامؐ کے بیانات کے معیار پر ہوگا اور اب گردن کا کٹنا یا نہ کٹنا کوئی معیار نہیں ہوگا ورنہ دنیا میں کروڑوں انسان ایسے ہیں جو دین خدا کے خلاف باتیں گڑھ رہے ہیں اور کوئی قتل نہیں ہو رہا ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ سب کو صادق اور سچا تسلیم کرلیا جائے؟ ہر گز نہیں۔

اٰیاتھا ۴۴ ۷۰ سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ ۷۹ رکوعاتھا ۲

سورہ معارج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ
ایک مانگنے والے نے واقع ہونے والے عذاب کا سوال کیا (۱) جس کا کافروں کے حق میں کوئی
لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ
دفع کرنے والا نہیں ہے (۲) یہ بلندیوں والے خدا کی طرف سے ہے (۳) جس کی طرف فرشتے
وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ
اور روح الامین بلند ہوتے ہیں اس ایک دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے
سَنَةٍ ۚ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ
برابر ہے (۴) لہٰذا آپ بہترین صبر سے کام لیں (۵) یہ لوگ اسے دور سمجھ
بَعِيْدًا ۙ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ؕ﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ
رہے ہیں (۶) اور ہم اسے قریب ہی دیکھ رہے ہیں (۷) جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کے
كَالْمُهْلِ ۙ﴿۸﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ﴿۹﴾ وَلَا يَسْئَلُ
مانند ہوجائے گا (۸) اور پہاڑ دھنکے ہوئے اون جیسے (۹) اور کوئی ہمدرد کسی ہمدرد کا
حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۚ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ
پرسانِ حال نہ ہوگا (۱۰) وہ سب ایک دوسرے کو دکھائے جائیں گے تو مجرم چاہے گا کہ

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ سورہ معارج اگرچہ مکی ہے لیکن اس میں مدنی آیات کا وجود ممکن ہے۔ نیز یہ کہ محل نزول ابطح یا بطحاء صرف مکہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ آیت رفع عذاب از امت پیغمبرؐ بھی انفرادی عذاب کے خلاف نہیں ہے۔ واقعہ کی زیادہ شہرت بھی اس لئے نہیں ہے کہ اصحابِ فیل کی طرح کا اجتماعی عذاب نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) تفسیر ثعلبی میں اس کی شانِ نزول یوں بیان ہوئی ہے کہ غدیر خم میں حضرت علیؑ کی ولایت کے اعلان کے بعد حارث بن نعمان فہری نے آ کر کہا کہ یہ اعلان آپ نے اپنی طرف سے کیا ہے یا خدا کی طرف سے ہے آپ نے فرمایا کہ خدا کی طرف سے ہے۔ اس نے کہا کہ خدایا اگر یہ سچے ہیں تو مجھ پر عذاب نازل کر دے۔ اور عذاب نازل ہوگیا کہ ایک پتھر گرا اور اس کے جسم میں داخل ہو کر نکل گیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔

سوچئے کیا بدنصیب تھا یہ انسان کہ دشمنی علیؑ نے اس قدر دیوانہ بنا دیا تھا کہ بجائے اس کے کہ رسول یا مولا ماننے والوں کے بارے میں عذاب کا سوال کرتا خود اپنے بارے میں عذاب کا سوال کر دیا اور بالآخر تباہ و برباد ہوگیا جو ہر دشمن علیؑ کا آخری انجام ہوتا ہے۔

يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ (۱۱) وَصَاحِبَتِهِ وَ

کاش آج کے دن کے عذاب کے بدلے اس کی اولاد کو لے لیا جائے (۱۱) اور بیوی اور

أَخِيهِ (۱۲) وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ (۱۳) وَمَنْ فِي الْأَرْضِ

بھائی کو (۱۲) اور اس کنبہ کو جس میں وہ رہتا تھا (۱۳) اور روئے زمین کی

جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ (۱۴) كَلَّا إِنَّهَا لَظَىٰ (۱۵) نَزَّاعَةً

ساری مخلوقات کو اور اسے نجات دے دی جائے (۱۴) ہرگز نہیں یہ آتش جہنم ہے (۱۵) کھال

لِلشَّوَىٰ (۱۶) تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ (۱۷) وَجَمَعَ

اتار دینے والی (۱۶) ان سب کو آواز دے رہی ہے جو منہ پھیر کر جانے والے تھے (۱۷) اور جنھوں نے

فَأَوْعَىٰ (۱۸) إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا (۱۹) إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

مال جمع کرکے بند کر رکھا تھا (۱۸) بیشک انسان بڑا لالچی ہے (۱۹) جب تکلیف پہنچ جاتی ہے تو

جَزُوعًا (۲۰) وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا (۲۱) إِلَّا الْمُصَلِّينَ (۲۲)

فریادی بن جاتا ہے (۲۰) اور جب مال مل جاتا ہے تو بخیل ہو جاتا ہے (۲۱) علاوہ ان نمازیوں کے (۲۲)

الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ (۲۳) وَالَّذِينَ

جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہیں (۲۳) اور جن کے

فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ (۲۴) لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ (۲۵)

اموال میں ایک مقررہ حق معین ہے(۲۴) مانگنے والے کے لئے اور نہ مانگنے والے کے لئے (۲۵)

وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ (۲۶) وَالَّذِينَ هُمْ

اور جو لوگ روزِ قیامت کی تصدیق کرنے والے ہیں(۲۶) اور جو اپنے پروردگار کے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۹ احسن تقویم کے خلاف نہیں ہے۔اس لئے کہ حرص، جزع، منع سب انسان کی ترقی اور تحفظ کے اسباب ہیں۔لہٰذا انھیں صحیح راستہ پر صرف کیا جائے ورنہ انحراف احسن تقویم کا اثر بھی ختم کردیتا ہے۔

یبصرونہم۔یعنی مجرمین کو ان کے احباب واصحاب دکھلائے جائیں گے لیکن کوئی کسی سے بات کرنے کا بھی روادار نہ ہوگا۔

فصیلہ۔عشیرہ،قبیلہ اور خاندان۔

کلا۔ ہرگز نہیں ۔ قیامت کے دن بدلہ دینے کا کوئی سوال نہیں ہے۔

لظیٰ۔شعلہ آتش.....یہ جہنم کا ایک نام یا ایک طبقہ ہے۔

شویٰ۔جسم کی کھال جو ذبح کی جگہ نہ ہو۔

اردو حاشیہ

۱ قیامت کے دن کوئی کسی کے کام آنے والا نہیں ہے اور صورت حال اس قدر سنگین ہے کہ کل جن پر قربان ہو رہے تھے آج انہیں کو بطور فدیہ دے کر بچنا چاہتے ہیں لیکن بچنے کا کوئی امکان نہیں ہے اور جہنم ایک ایک کو آواز دے رہا ہے اور تپش کا یہ عالم ہے کہ ایک کھال اتر جاتی ہے تو دوسری تیار کر دی جاتی ہے اور مسلسل عذاب کا سلسلہ جاری ہے اور یہ سب اس بات کی سزا ہے کہ پیغام الٰہی کو سنا نہیں تھا اور مال کو جمع کر کے رکھا تھا خرچ نہیں کیا تھا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دین خدا میں مالیات کا مسئلہ عقائد ونظریات سے کم اہمیت کا حامل نہیں ہے۔

مِّنۡ عَذَابِ رَبِّهِمۡ مُّشۡفِقُوۡنَ ۚ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمۡ

عذاب سے ڈرنے والے ہیں(۲۷) بیشک عذاب پروردگار بے خوف رہنے

غَيۡرُ مَاۡمُوۡنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۙ﴿۲۹﴾

والی چیز نہیں ہے (۲۸) اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں (۲۹)

اِلَّا عَلٰٓى اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ

علاوہ اپنی بیویوں اور کنیزوں کے کہ اس پر ملامت

غَيۡرُ مَلُوۡمِيۡنَ ۚ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابۡتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ

نہیں کی جاتی ہے (۳۰) پھر جو اس کے علاوہ کا خواہشمند ہو وہ حد سے

هُمُ الۡعٰدُوۡنَ ۚ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ

گزر جانے والا ہے (۳۱) اور جو اپنی امانتوں اور عہد کا خیال رکھنے

رٰعُوۡنَ ۙ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ بِشَهٰدٰتِهِمۡ قَآئِمُوۡنَ ۙ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيۡنَ

والے ہیں (۳۲) اور جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں (۳۳) اور جو

هُمۡ عَلٰى صَلَاتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ ؕ﴿۳۴﴾ اُولٰٓـئِكَ فِىۡ جَنّٰتٍ

اپنی نمازوں کا خیال رکھنے والے ہیں (۳۴) یہی لوگ جنّت میں باعزّت طریقہ سے

مُّكۡرَمُوۡنَ ؕ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا قِبَلَكَ مُهۡطِعِيۡنَ ۙ﴿۳۶﴾ ع ۱ ۳۵

رہنے والے ہیں (۳۵) پھر ان کافروں کو کیا ہوگیا ہے کہ آپ کی طرف بھاگے چلے آرہے ہیں (۳۶)

عَنِ الۡيَمِيۡنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيۡنَ ﴿۳۷﴾ اَيَطۡمَعُ كُلُّ امۡرِیٴٍ

داہنے بائیں سے گروہ در گروہ (۳۷) کیا ان میں سے ہر ایک کی طمع یہ ہے

عربی حاشیہ

ادعی۔دعاء سے نکلا ہے یعنی مال کو صندوق میں بندکر کے رکھا ہے۔

ہلوعا۔انتہائی بزدل اور لالچی۔

محروم۔وہ فقیر جوسوال نہ کرے۔

عادون۔ حد سے گزرجانے والا، حلال سے حرام تک پہنچ جانے والا۔

عزین۔عزہ کی جمع ہے یعنی جماعت اور گردہ۔

ممایعلمون۔ یعنی جس نطفہ سے انھیں پیدا کیا ہے اس کی ذلت کا انھیں علم ہے پھر کس بنیاد پر ایسی بڑی بری باتیں کررہے ہیں۔

نیز یہ کہ نطفہ سے پیدا ہونا خود معاد کی بہترین دلیل ہے تو پھر معاد کا کس طرح انکار کرتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ خلقت کی نجاست وکثافت توجنت کے لئے سازگار نہیں ہے۔اب ضرورت ایمان وکردار کی ہے جو اس نجاست کو طہارت سے تبدیل کرے اور جب ان کے پاس ایمان وکردارنہیں ہے تو کس

اردو حاشیہ

(۲) جہنم سے نجات نہ تصورات وخیالات میں ہے اور نہ خوش فہمیوں میں جہنم سے بچنے کا راستہ بہت محدود ہے اور اس کیلئے حسب ذیل شرائط اور اوصاف کا پیدا کرنا ضروری ہے:۔

۱۔ ہمیشہ نماز کا خیال رکھا جائے۔
۲۔ غرباء میں مال تقسیم کیا جائے۔
۳۔ روزِ قیامت کا خیال رکھا جائے۔
۴۔ دل میں خوف خدا کو جگہ دی جائے۔
۵۔ پاک دامنی کی حفاظت کی جائے۔
۶۔ امانت اور عہد و پیمان کا خیال رکھا جائے۔
۷۔ گواہیوں پر قیام کیا جائے اور انہیں ادا کیا جائے۔
۸۔ نماز کی محافظت کی جائے اور اسے ضائع نہ ہونے دیا جائے۔

پاکدامنی کی حفاظت میں زوجہ اور کنیز کا استثناء اس بات کی علامت ہے کہ اسلام عفت چاہتا ہے رہبانیت نہیں چاہتا ہے۔اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ زوجہ کا حق ضائع ہوجائے اور اس طرح دوسرے گناہ کا ارتکاب ہوجائے یا واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ اسلام میں جنسیات کا مرتبہ جرائم کا مرتبہ نہیں ہے۔اس

مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ۙ﴿۳۸﴾ كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ

کہ اسے جنت النعیم میں داخل کردیا جائے (۳۸) ہرگز نہیں انہیں تو معلوم ہے کہ

مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ

ہم نے انہیں کس چیز سے پیدا کیا ہے (۳۹) میں تمام مشرق ومغرب کے پروردگار کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ

اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۙ﴿۴۰﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا

ہم قدرت رکھنے والے ہیں (۴۰) اس بات پر کہ ان کے بدلے ان سے بہتر افراد لے آئیں

نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَ يَلْعَبُوْا

اور ہم عاجز نہیں ہیں (۴۱) لہٰذا انہیں چھوڑ دیجئے یہ اپنے باطل میں ڈوبے رہیں اور کھیل تماشہ کرتے رہیں

حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِىْ يُوْعَدُوْنَ ۙ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ

یہاں تک کہ اس دن سے ملاقات کریں جس کا وعدہ کیا گیا ہے (۴۲) جس دن یہ سب قبروں سے

مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۙ﴿۴۳﴾

تیزی کے ساتھ نکلیں گے جس طرح کسی پرچم کی طرف بھاگے جارہے ہوں (۴۳)

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِىْ

ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی اور ذلت ان پر چھائی ہوگی اور یہی وہ دن ہوگا جس کا

كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ ع

ان سے وعدہ کیا گیا ہے (۴۴)

ع ۹ ۸

عربی حاشیہ

بنیاد پر جنت کی طمع رکھتے ہیں اور اس کی امید پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

ف: قرآن مجید میں مشرق ومغرب کا ذکر بطور جنس ہوا ہے اور مشرقین ومغربین کا ذکر مشرق ومغرب اعتدالی کے اعتبار سے ہوا ہے اور مشارق ومغارب یومیہ حرکت آفتاب کے اعتبار سے ہے لہٰذا ان میں آپس میں کوئی تضاد اور اختلاف نہیں ہے۔ نیز

مشارق ومغارب سے تمام ستاروں کے طلوع وغروب کی جگہ مراد ہے یا ایک ہی کوکب کے مسلسل بدلتے رہنے والے مشارق ومغارب مراد ہیں۔

مسبوق۔ مغلوب، عاجز۔

اجداث۔ جدث کا جمع ہے یعنی قبر۔

سراعاً۔ تیز رفتار۔

اردو حاشیہ

نے انسان کے داخلی جذبات کا مکمل احترام کیا ہے اور ان کی تسکین کے سامان کو فراہم کرنے کی تعلیم وتلقین کی ہے اور اسے مستحسن عمل قرار دیا ہے۔ صرف اس کا مطالبہ یہ ہے کہ جو کام کیا جائے وہ قانون کے حدود کے اندر ہو اور قانون کے حدود سے باہر نہ جانے پائے کہ انسان مجرمین میں شامل ہو جائے اور نجات آخرت سے محروم ہو جائے۔

ایاتہا ۲۸ ۷۱ سُورَةُ نُوحٍ مَّكِّيَّةٌ ۷۱ رکوعاتہا ۲

سورہ نوح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ

بیشک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو دردناک

قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ① قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ

عذاب کے آنے سے پہلے ڈراو(۱) انہوں نے کہا اے قوم میں تمہارے لئے

لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ② اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَ

واضح طور پر ڈرانے والا ہوں (۲) کہ اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرو اور

اَطِيْعُوْنِ ③ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ

میری اطاعت کرو (۳) وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں ایک مقررہ وقت تک

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ وقف لازم

باقی رکھے گا اللہ کا مقررہ وقت جب آجائے گا تو وہ ٹالا نہیں جاسکتا ہے

لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ④ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ

اگر تم کچھ جانتے ہو (۴) انہوں نے کہا پروردگار میں نے اپنی قوم کو دن میں بھی بلایا

لَيْلًا وَّنَهَارًا ⑤ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ⑥

اور رات میں بھی (۵) پھر بھی میری دعوت کا کوئی اثر سوائے اس کے نہ ہوا کہ انہوں نے فرار اختیار کیا (۶)

عربی حاشیہ

نُصُب۔ وہ پتھر جن کی پوجا کیا کرتے تھے یعنی جس طرح دنیا میں بتوں کی طرف دوڑ کر جایا کرتے تھے اسی طرح قیامت میں داعی خدا کی طرف جانا پڑے گا۔

ترہقہم ۔ترہق۔ چھا جانا۔

نوح۔ ابن لمک بن متوشلح بن اخنوخ۔

قوم نوح۔ جزیرۃ العرب کے رہنے والے اور بروایتے کوفہ کے رہنے والے لوگ کہ جناب نوح کا مکان وہیں تھا۔

اجل اللہ۔ عذاب الٰہی کا وقت۔

فرار۔ ایمان سے دوری اور کنارہ کشی۔

استغشوا ثیابہم۔ بدن پر اتنے کپڑے لپیٹ لئے کہ نوح کو دیکھیں بھی نہیں یا اپنی نفرت کا اظہار کرسکیں۔

اصرار۔ صرہ سے مشتق ہے یعنی شدت، اپنی بات پر اڑا رہنا۔

اردو حاشیہ

(۱) جناب نوحؑ کا نام عبدالغفار یا عبد الملک یا عبدالاعلیٰ تھا۔ شدت گریہ کی بنا پر نوح لقب قرار پایا۔ تقریباً ۲۵۰۰ سال عمر پائی ۔۹۵۰ سال تبلیغ کی اور طوفان کے بعد ۵۰ یا ۶۰ سال زندہ رہے۔ ان کی نسل ان کے بیٹوں حام، سام اور یافث سے آگے بڑھی۔

بت پرستی کا سلسلہ جناب آدمؑ کے پوتے انوش بن شیث کے دور سے شروع ہوا تھا اور جناب نوح کے زمانے تک منزل شباب تک پہنچ گیا تھا۔ انہوں نے مختلف انداز سے قوم کو دعوت دی لیکن لوگ مسلسل فرار ہی کرتے رہے اور کانوں میں انگلیاں ہی ڈالتے رہے۔ حد یہ ہے کہ انہوں نے بعض گناہوں کی بخشش کا بھی وعدہ کرلیا جو وہ اسلام لانے سے پہلے کرچکے تھے تاکہ اسلام لانے میں کوئی رکاوٹ اور جھجک نہ باقی رہ جائے اور قوم کو دن رات خفیہ، علانیہ ہر طرح سے دعوت بھی دی لیکن جو راہِ راست پر نہیں آنے والے تھے وہ نہیں آئے اور اس سے دو باتوں کا صحیح اندازہ ہوجاتا ہے:۔

۱۔ انسان کو قوم کی سرکشی سے بددل اور مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ مبلغ کو راہِ تبلیغ میں کسی بھی طریقہ کار کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے اور کسی وقت بھی پست ہمتی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ تبلیغ کا کم سے کم اثر یہ ہوگا کہ جب عذاب کا طوفان سر پر آئے گا تو پروردگار تبلیغ کرنے والے اور اس کی اطاعت کرنے والوں کو بہرحال بچالے گا چاہے باقی ساری قوم یا ساری دنیا کیوں نہ غرق

وَ اِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ

اور میں نے جب بھی انہیں دعوت دی کہ تو انہیں معاف کردے تو انہوں نے

اٰذَانِهِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ اَصَرُّوْا وَ اسْتَكْبَرُوا

اپنی انگلیوں کو کانوں میں رکھ لیا اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور اپنی بات پر اڑ گئے اور شدت سے

اسْتِكْبَارًا ۚ﴿۷﴾ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۙ﴿۸﴾ ثُمَّ اِنِّیْۤ

اکڑے رہے (۷) پھر میں نے ان کو علی الاعلان دعوت دی (۸) پھر میں نے

اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۙ﴿۹﴾ فَقُلْتُ

اعلان بھی کیا اور خفیہ طور سے بھی دعوت دی (۹) اور کہا کہ

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ﴿۱۰﴾ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ

اپنے پروردگار سے استغفار کرو کہ وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے (۱۰) وہ تم پر

عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ

موسلا دھار پانی برسائے گا (۱۱) اور اموال و اولاد کے ذریعہ

وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمْ

تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغات اور نہریں قرار دے گا (۱۲) آخر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ

لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ﴿۱۳﴾ وَ قَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾

تم خدا کی عظمت کا خیال نہیں کرتے ہو (۱۳) جب کہ اسی نے تمہیں مختلف انداز میں پیدا کیا ہے (۱۴)

اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے کس طرح تہ بہ تہ سات آسمان بنائے ہیں (۱۵) اور

عربی حاشیہ

ف: استغفار کے آثار سے اندازہ ہوتا ہے کہ گناہ دنیا وآخرت دونوں کی تباہی کا باعث ہوتا ہے اور استغفار دونوں کو آباد کردیا کرتا ہے۔ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ رزق میں تاخیر ہوتو استغفار کرو۔

ف: آیت نمبر ۱۶ میں فیہن کی ضمیر کا مرجع سبع سماوات ہی ہیں کہ ہمارے لئے چاند ہی نور ہے اور سورج ہی سراج.... اگرچہ اس کا واقعی تعلق ساتوں آسمانوں سے نہیں ہے۔

مدرار۔ موسلا دھار۔ مسلسل۔

اطوار۔ مختلف مراحل اور اندازے۔

طباق۔ مثل قباب یعنی تہ بہ تہ۔

بساط۔ فرش

فجاج۔ فج کی جمع ہے یعنی وسیع راستہ

اردو حاشیہ

ہو جائے اور ایسے طوفان کے عالم میں کسی انسان یا جماعت کا محفوظ رہ جانا ایک عظیم ترین نعمت الٰہی ہے جس کا حصول تبلیغ یا اطاعت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

(۲) ان آیات کریمہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ استغفار کا اثر صرف آخرت میں جنت اور نجات کی شکل میں ظاہر نہیں ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی اس کے بے شمار اثرات اور برکات ہوتے ہیں۔ استغفار کے ذریعہ پانی برستا ہے، استغفار کے ذریعہ اموال اور اولاد میں اضافہ ہوتا ہے، استغفار کے ذریعہ باغات سرسبز وشاداب ہوتے ہیں اور استغفار ہی کے ذریعہ نہریں جاری ہوتی ہیں اور درحقیقت استغفار کے معنی یہ ہیں کہ غضب خدا کے سبب کو زائل کردیا جائے۔ اب اس کے بعد مسئلہ صرف مصلحت الٰہیہ کا باقی رہ جاتا ہے کہ اگر اسکی مصلحت میں پریشانی شامل ہے تو استغفار کا اثر آخرت میں ظاہر ہوگا ورنہ دنیا میں بھی ظاہر ہوسکتا ہے جس طرح کہ اس کی مصلحت اتمام حجت کیلئے بعض بدترین گنہگاروں کیلئے بھی یہ ساری نعمتیں اکٹھا کردیتی ہے کہ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہ رہ جائے جو کچھ دینا ہے وہ دنیا ہی میں دے دیا جائے یا انہیں اپنی شرارتوں کے مکمل کرنے اور اپنی خباثتوں کے اظہار کا مکمل موقع دیدیا جائے۔

جَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿١٦﴾
قمر کو ان میں روشنی اور سورج کو روشن چراغ بنایا ہے (۱۶)

وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿١٧﴾ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ
اور اللہ ہی نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے (۱۷) پھر تمہیں اسی میں لے جائے گا

فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿١٨﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
اور پھر نئی شکل میں نکالے گا (۱۸) اور اللہ ہی نے تمہارے لئے زمین کو

بِسَاطًا ﴿١٩﴾ لِّتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾ قَالَ
فرش بنادیا ہے (۱۹) تاکہ تم اس میں مختلف کشادہ راستوں پر چلو (۲۰) اور نوح نے کہا کہ

نُوحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ
پروردگار ان لوگوں نے میری نافرمانی کی ہے اور اس کا اتباع کرلیا ہے جو مال و اولاد میں

مَالُهُ وَوَلَدُهُ اِلَّا خَسَارًا ﴿٢١﴾ وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿٢٢﴾
سوائے گھاٹے کے کچھ نہیں دے سکتا ہے (۲۱) اور ان لوگوں نے بہت بڑا مکر کیا ہے (۲۲)

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا
اور لوگوں سے کہا ہے کہ خبردار اپنے خداوں کو مت چھوڑ دینا اور ود، سواع،

سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ﴿٢٣﴾ وَقَدْ اَضَلُّوا
یغوث، یعوق، نسر کو نظرانداز نہ کردینا (۲۳) انہوں نے بہت سوں کو

كَثِيرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِينَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿٢٤﴾ مِمَّا خَطِيٓـٰٔتِهِمْ
گمراہ کردیا ہے اب تو ظالموں کے لئے ہلاکت کے علاوہ کوئی اضافہ نہ کرنا (۲۴) یہ سب اپنی غلطیوں کی

عربی حاشیہ

خسارہ۔ راہ حق سے بہک جانا اور ہلاک ہوجانا۔

ود۔ دومتہ الجندل میں بنی کلب کا بُت۔
سواع۔ ساحل البحر پر بنی ہذیل کا بُت
یغوث۔ بنی غطیف کا بت۔
یعوق۔ یمن میں ہمدان کا بُت۔
نسر۔ حمیر میں ذوالکلاع کا بُت۔
جناب نوح کے زمانے میں ان پانچوں کی پرستش عام تھی اور یہ سب سے بڑے بت تھے۔

مماخطیئاتھم۔ من تعلیلیہ ہے اور ما زائدہ ہے۔ یعنی یہ صرف اپنی غلطیوں کی بناپر غرق کئے گئے ہیں۔

دیار۔ گھر میں بسنے والا۔ یہ لفظ صرف نفی عام کے موقع پر استعمال ہوتا ہے۔

تبار۔ ہلاکت۔

اردو حاشیہ

(۳) اس حسین تعبیر میں یہ بات واضح ہے کہ نور روشنی کا نام ہے اور چراغ اس کے مصدر کا یہ آفتاب اور ماہتاب کی حیثیت کی طرف واضح ترین اشارہ ہے کہ ماہتاب میں روشنی ضرور ہے لیکن وہ آفتاب کے طفیل میں ہے ذاتی طور پر اس میں کوئی نورانیت نہیں ہے وہ آفتاب ہی میں پائی جاتی ہے۔

أُغۡرِقُوۡا فَأُدۡخِلُوۡا نَارًا ۬ۙ فَلَمۡ يَجِدُوۡا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ

بنا پر غرق کئے گئے ہیں اور پھر جہنم میں داخل کردیئے گئے ہیں اور خدا کے علاوہ

اللّٰهِ أَنۡصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ لَا تَذَرۡ عَلَى الۡأَرۡضِ مِنَ

انہیں کوئی مددگار نہیں ملا ہے (۲۵) اور نوح نے کہا کہ پروردگار اس زمین پر کافروں میں سے کسی

الۡكٰفِرِيۡنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ إِنَّكَ إِنۡ تَذَرۡهُمۡ يُضِلُّوۡا عِبَادَكَ

بسنے والے کو نہ چھوڑنا (۲۶) کہ تو انہیں چھوڑ دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے

وَلَا يَلِدُوۡۤا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغۡفِرۡ لِيۡ

اور فاجر و کافر کے علاوہ کوئی اولاد بھی نہ پیدا کریں گے (۲۷) پروردگار مجھے

وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنۡ دَخَلَ بَيۡتِيَ مُؤۡمِنًا وَّلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ

اور میرے والدین کو اور جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں داخل ہوجائیں اور تمام مومنین و

الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيۡنَ إِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ ع

مومنات کو بخش دے اور ظالموں کے لئے ہلاکت کے علاوہ کسی شے میں اضافہ نہ کرنا (۲۸)

آیاتہا ۲۸ — ۷۲ سُوۡرَةُ الۡجِنِّ مَكِّيَّةٌ ۴۰ — رکوعاتہا ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

قُلۡ أُوۡحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا إِنَّا سَمِعۡنَا

پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر قرآن کو سنا تو کہنے لگے کہ

عربی حاشیہ

ف: جناب نوح پہلے صاحب عزم پیغمبر ہیں۔ ان کا تذکرہ ۲۹ سوروں میں ہوا ہے اور ان کا نام ۴۳ مقامات پر لیا گیا ہے۔ انھوں نے سب سے زیادہ تبلیغ کی ہے اور آخر میں بددعا بھی اتنے طویل امتحان اور تجربے کے بعد کی ہے اور اس کا جواز بھی پیش کیا ہے کہ اب امکان ہدایت نہیں ہے۔ آخر میں دعائے مغفرت بھی اہل خانہ کے لئے نہیں بلکہ اہل ایمان کے لئے کی گئی ہے۔

ف: مختلف روایات میں وارد ہوا ہے کہ رسول اکرمؐ طائف کے بازار عکاظ میں تبلیغ کے لئے گئے تو وہاں جنات نے قرآن سنا....یاوفات ابوطالب کے بعد پناہ لینے طائف گئے تو واپسی میں ایک باغ میں قرآن پڑھ رہے تھے تو ایک گروہ جن نے سن لیا یا مکہ ہی میں جنات نے آپ کی دعوت کی اور آپ نے وہاں جا کر قرآن سنایا اور وہ لوگ ایمان لے آئے۔ ''مجمع البیان''

اردو حاشیہ

(۱) نگاہ نبوت نے اس صورت حال کا جائزہ نہ لے لیا ہوتا تو اتنی وسیع بددعا کا جواز ہرگز نہ پیدا ہوتا۔ نبی کا کلام موازین عقل وشرع کے خلاف نہیں ہوسکتا ہے۔

جناب نوحؑ کے نسلوں کا مشاہدہ کرلیا تھا اور اسی لئے اس طرح کی بددعا کردی تھی ورنہ مومن کے حق میں بددعا کا کوئی جواز نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض بندگانِ خدا نے تمام آلام ومصائب کو دیکھنے کے بعد بھی بددعا نہیں کی بلکہ قوم کے حق میں ہدایت وارشاد ہی کی دعا کرتے رہے۔

قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ

ہم نے ایک بڑا عجیب قرآن سنا ہے (۱) جو نیکی کی ہدایت کرتا ہے ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہیں اور کسی کو

بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً

اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے (۲) اور ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے اس نے کسی کو

وَّلَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ

اپنی بیوی بنایا ہے نہ بیٹا (۳) اور ہمارے بیوقوف لوگ طرح طرح کی بے ربط باتیں

شَطَطًا ۙ﴿۴﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ

کررہے ہیں (۴) اور ہمارا خیال تو یہی تھا کہ انسان اور جنّات خدا کے خلاف

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ

جھوٹ نہ بولیں گے (۵) اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنّات کے بعض لوگوں کی

بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ﴿۶﴾ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا

پناہ ڈھونڈ رہے تھے تو انہوں نے گرفتاری میں اور اضافہ کردیا (۶) اور یہ کہ تمہاری طرح

كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ﴿۷﴾ وَّاَنَّا لَمَسْنَا

ان کا بھی خیال تھا کہ خدا کسی کو دوبارہ نہیں زندہ کرے گا (۷) اور ہم نے آسمان کو

السَّمَاۗءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۙ﴿۸﴾

دیکھا تو اسے سخت قسم کے نگہبانوں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا (۸)

وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ

اور ہم پہلے بعض مقامات پر بیٹھ کر باتیں سن لیا کرتے تھے لیکن اب کوئی

عربی حاشیہ

جن۔ ایک مخلوق ہے جسے آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور اسے مختلف شکلیں اختیار کرنے کی طاقت دی گئی ہے۔ وہ عام طور سے نظر نہیں آتا ہے لیکن جب کوئی شکل اختیار کرلیتا ہے تو نظر بھی آسکتا ہے۔ جن کے اصل وجود سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس سلسلہ کے اکثر واقعات بے بنیاد اور توہم پرستی کا نتیجہ ہیں جن کی کوئی واقعیت نہیں ہوتی ہے۔

جد۔ عظمت، جلالت، سفیہ۔ ابلیس

شطط۔ میزان سے ہٹی ہوئی بات۔

رہق۔ طغیان۔ سرکشی اور سفاہت وحماقت۔

حرساً شدیداً۔ طاقتور محافظ یعنی ملائکہ۔

شہب۔ شعلے۔

اردو حاشیہ

(۲) اس تذکرہ میں چند مخصوص حقائق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:۔

۱۔ جن ایک مستقل وجود ہے جس کے مختلف گروہ اور افراد ہیں اور سب کی حیثیت الگ الگ ہے۔

۲۔ جنوں نے قرآن سنا اور سمجھا ہے اور اس پر ایمان لائے ہیں۔

۳۔ انہوں نے اپنی قوم کو سمجھایا ہے کہ احمق انسان ہمارے بارے میں جو خیالات رکھتے ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ:۔

☆ ہماری خدا سے کوئی رشتہ داری ہے۔

☆ ہم انسانوں کو پناہ دے سکتے ہیں۔

☆ ہم قیامت کے قائل نہیں ہیں اور خدا کی دسترس سے بالاتر ہیں۔

☆ ہم آسمان سے غیب کی خبریں لے آتے ہیں۔

☆ ہم آسمان پر روک ٹوک کے بغیر جاسکتے ہیں۔

☆ ہم ارادہ الٰہی سے باخبر ہیں کہ وہ اہل زمین کے بارے میں کیا ارادہ رکھتا ہے۔

الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿۹﴾ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْۤ

سننا چاہے گا تو اپنے لئے شعلوں کو تیار پائے گا (۹) اور ہمیں نہیں معلوم

اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ

کہ اہلِ زمین کے لئے اس سے برائی مقصود ہے یا نیکی کا

رَشَدًا ۙ﴿۱۰﴾ وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ

ارادہ کیا گیا ہے (۱۰) اور ہم میں سے بعض نیک کردار ہیں اور بعض کے علاوہ ہیں اور ہم

كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ

طرح طرح کے گروہ ہیں (۱۱) اور ہمارا خیال ہے کہ ہم زمین میں خدا کو عاجز نہیں کرسکتے

فِي الْاَرْضِ وَ لَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا

اور نہ بھاگ کر اسے اپنی گرفت سے عاجز کرسکتے ہیں (۱۲) اور ہم نے ہدایت کو سنا تو

الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ

ہم تو ایمان لے آئے اب جو بھی اپنے پروردگار پر ایمان لائے گا اسے نہ خسارہ کا خوف ہوگا

بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ

اور نہ ظلم و زیادتی کا (۱۳) اور ہم میں سے بعض اطاعت گزار ہیں اور بعض نافرمان

فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ

اور جو اطاعت گزار ہوگا اس نے ہدایت کی راہ پالی ہے (۱۴) اور نافرمان تو جہنم کے

فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۙ﴿۱۵﴾ وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ

کندے ہوگئے ہیں (۱۵) اور اگر یہ لوگ سب ہدایت کے راستے پر ہوتے تو ہم انہیں

عربی حاشیہ

رصد۔ یعنی مُرصَد۔ مہیا۔
رشد۔ خیر و صلاح۔
طرائق۔ جمع طریقہ یعنی راستہ، مذہب۔
قدد۔ قدہ کی جمع ہے یعنی گروہ۔
ظننا۔ یعنی یقین کرلیا۔
بخس۔ ثواب میں کمی۔
رہق۔ ظلم و ذلت وغیرہ۔

ف: آیت نمبر ۱۰ میں خیر کی نسبت صراحتاً خدا کی طرف ہے اور شر کا تذکرہ مجہول انداز میں ہوا ہے جو کمال ایمان کا اندازہ ہے۔

ف: بعض افراد نے فلا تدعوا مع اللہ احداً کے ذریعہ شفاعت اور توسل کا انکار کرنا چاہا ہے حالانکہ یہ سراسر جہالت ہے۔ اولاً تو یہ دعا عبادت کے معنی میں ہے اور دوسرے یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو بلانا ممنوع ہے نہ کہ خدا کی طرف کسی کو وسیلہ قرار دینا۔

اردو حاشیہ

☆ ہم خدا کو عاجز کر سکتے ہیں اور اس کی گرفت سے باہر نکل سکتے ہیں۔

حالانکہ یہ سب باتیں بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ ہم ایک مخلوق ہیں اور ہمارے درمیان اچھے برے سب طرح کے افراد پائے جاتے ہیں۔

واضح رہے کہ انسان کے لئے مقام غیرت وشرم ہے کہ جن نے ایک مرتبہ قرآن سن لیا تو اس طرح کا مکمل ایمان لے آئے اور انسان صبح وشام پڑھتا اور سنتا رہتا ہے اور اس کے کردار پر اثر نہیں ہوتا ہے جب کہ اسے اشرف المخلوقات ہونے کا بھی خیال ہے تو کیا ایسے انسانوں کو بھی اشرف المخلوقات کہا جا سکتا ہے جو اس قدر بھی شعور اور احساس نہ رکھتے ہوں جس قدر شعور و احساس ایک آگ کی مخلوق میں پایا جاتا ہے جب کہ قصہ آدمؑ میں روز اول ہی واضح کر دیا گیا ہے کہ خاک کا مرتبہ آگ سے بلند تر ہے اور خاک کی مخلوق کو نوری مخلوق کیلئے قبلہ بنایا جا سکتا ہے۔ آتشیں مخلوق کا کیا ذکر ہے۔

لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿١٦﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ

وافر پانی سے سیراب کرتے (۱۶) تاکہ ان کا امتحان لے سکیں اور جو بھی اپنے رب کے

عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿١٧﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ

ذکر سے اعراض کرے گا اسے سخت عذاب کے راستے پر چلنا پڑے گا (۱۷) اور مساجد سب اللہ کے لئے ہیں

فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿١٨﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ

لہٰذا اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا (۱۸) اور یہ کہ جب بندۂ خدا عبادت کے لئے کھڑا ہوا تو

يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿١٩﴾ ع قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا

قریب تھا کہ لوگ اس کے گرد ہجوم کرکے گر پڑتے (۱۹) پیغمبرآپ کہہ دیجئے کہ میں صرف اپنے پروردگار کی

رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٠﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ

عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتا ہوں (۲۰) کہہ دیجئے کہ میں تمہارے لئے

ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ

کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ فائدہ کا (۲۱) کہہ دیجئے کہ اللہ کے مقابلہ میں میرا بھی بچانے والا کوئی نہیں ہے

وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٢﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَ

اور نہ میں کوئی پناہ گاہ پاتا ہوں (۲۲) مگر یہ کہ اپنے رب کے احکام اور

رِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ

پیغام کو پہنچا دوں اور جو اللہ و رسول کی نافرمانی کرے گا اس کے لئے جہنم ہے اور

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿٢٣﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ

وہ اسی میں ہمیشہ رہنے والا ہے (۲۳) یہاں تک کہ جب ان لوگوں نے اس عذاب کو دیکھ لیا

عربی حاشیہ

قاسط۔ حق سے عدول کرنے والا اور مقسط انصاف کرنے والا۔

امیرالمومنینؑ نے لشکر معاویہ کو قاسطین سے تعبیر کیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ قسط عدل کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے یملأ الارض قسطا وعدلا

غدق۔ کثیر، چھلکتا ہوا۔

صعدا۔ مشقت، شدت۔

لبد۔ ازدحام کرنے والے گردہ لبدہ کی جمع ہے یعنی جماعت۔

رشد۔ نفع وہدایت۔

ملتحد۔ پناہ گاہ

بلاغ۔ پیغام رسانی۔

ابد۔ مدت طویل ومدید۔

اردو حاشیہ

(۳) یہ سلسلۂ بیان قول جن کا تتمہ ہو یا مستقل بیان ہو یہ بہرحال واضح ہے کہ مساجد اللہ کیلئے ہیں لہٰذا وہاں غیر خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی ہے اور یوں تو غیر خدا کی عبادت کہیں نہیں ہوسکتی ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دشمنوں کا مطالبہ یہ تھا کہ مساجد میں بھی غیر خدا کی پرستش کی جائے (جس طرح کہ دور حاضر میں مساجد میں بت پرستی کے منصوبے بن رہے ہیں) اور اسی لئے کفار قریش رسول اکرمؐ کو وقت نماز ہر طرف سے گھیر لیا کرتے تھے کہ عبادت نہ کرنے پائیں یا بتوں کو بھی شریک کرلیں۔ آپ نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں خدا کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرسکتا اور میں اس کے مقابلہ میں کوئی اختیار بھی نہیں رکھتا ہوں اور نہ کوئی پناہ گاہ رکھتا ہوں۔ میری نجات کا صرف ایک سہارا ہے کہ میں پیغام الٰہی کو پہنچا دوں اور حکم خدا کی تعمیل کروں لہٰذا میں اس میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کر سکتا ہوں۔

فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَّأَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ

جس کا وعدہ کیا گیا تھا تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور اور کس کی تعداد کمتر ہے (۲۴) کہہ دیجئے کہ

إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَّا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي

مجھے نہیں معلوم کہ وہ وعدہ قریب ہی ہے یا ابھی خدا کوئی اور مدت بھی

أَمَدًا ﴿۲۵﴾ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ﴿۲۶﴾ إِلَّا

قرار دے گا (۲۵) وہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو بھی مطلع نہیں کرتا ہے (۲۶) مگر

مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ

جس رسول کو پسند کرلے تو اس کے آگے پیچھے نگہبان فرشتے

وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ أَن قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ

مقرر کردیتا ہے (۲۷) تاکہ وہ دیکھ لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات کو پہنچا دیا ہے

رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾ ع

اور وہ جس کے پاس جو کچھ بھی ہے اس پر حاوی ہے اور سب کے اعداد کا حساب رکھنے والا ہے (۲۸)

ع ۲ ۹ ۱۲

آیاتہا ۲۰ | ۷۳ سُورَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ ۳ | رکوعاتہا ۲

سورہ مزمل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهُ

اے میرے چادر لپیٹنے والے (۱) رات کو اٹھو مگر ذرا کم (۲) آدھی رات

عربی حاشیہ

رصدا۔ حفاظت کا انتظام یعنی پروردگار تبلیغ کرنے والے پسندیدہ نمائندوں کی حفاظت کا ہر طرف سے انتظام کرتا ہے اور سامنے یا پس پشت سے کسی طرف سے بھی اس کی راہ میں دشمن رکاوٹ پیدا کرکے اسے کار تبلیغ سے روک نہیں سکتا ہے۔ احاطہ بمالدیہم۔ وہ ہر ایک کی شان تبلیغ اور مقدار تبلیغ سے باخبر ہے۔

ف: واضح رہے کہ خدا اور اولیاء خدا کے علم غیب میں حسب ذیل فرق ممکن ہیں: ۱۔ خدا کا علم ذاتی ہے اور اولیاء کا علم عطائی۔ ۲۔ خدا کا علم محیط ہے اور اولیاء کا علم بقدر مشیت۔ ۳۔ خدا کا علم لوح محفوظ سے متعلق ہے اور اولیاء کا علم لوح محو و ثبات سے ۴۔ خدا کا علم غیب فعلی ہے اور اولیاء کا ارادی۔

ف: اس سورہ کی ابتدائی آیتیں ابتدائے تبلیغ سے ہم آہنگ ہیں لیکن آخری آیتیں مدینہ کے ماحول سے ہم آہنگ معلوم ہوتی ہیں اس لئے یہ آیات یا مدنی ہیں یا دونوں کے درمیان نزول کا

اردو حاشیہ

(۴) آیت کریمہ صاف طور سے دلالت کرتی ہے کہ غیب کا ذاتی علم صرف پروردگار کے پاس ہے لیکن وہ جس نمائندہ کو پسند کرتا ہے اسے اس علم کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور عطا کر دیتا ہے اور یہ بات علم غیب کے بارے میں افراط وتفریط کے درمیان ایک معتدل راستہ ہے جس سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اصل علم پروردگار کے پاس ہے اور بندہ کو عطائے پروردگار سے حاصل ہوتا ہے لہٰذا جب تک عطائے پروردگار کا ثبوت نہ مل جائے یا بندہ کا خدا سے مخصوص تعلق نہ ثابت ہو جائے اس وقت تک علم غیب کے کسی دعویٰ کی تصدیق نہیں کی جاسکتی ہے اور نہ بندہ کو صاحب علم غیب تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ اسی مخصوص تعلق ہی کی طرف قرآن مجید نے پسندیدہ رسولؐ اور نمائندہ کہہ کر اشارہ کیا ہے۔

(۱) سورہ مزمل اور مدثر ایک کے بعد ایک نازل ہوا ہے اور سورہ مزمل میں نبی کے ذاتی کردار کا ذکر کیا گیا ہے اور مدثر میں عوامی اور مذہبی ذمہ داریوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور دونوں جگہ چادر اوڑھنے والا کہہ کر یاد کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اب چادر پھینک کر عبادت کیلئے اٹھو اور چادر سے بے فکر ہو کر تبلیغ کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور یہی وجہ ہے کہ انفرادی کردار میں عبادت شب کو واجب قرار دیدیا گیا چاہے نصف شب قیام کر دیا ایک تہائی شب یا دو تہائی شب کہ اس سے نفس پامال ہوتا ہے اور قول وفعل میں مطابقت کا اظہار ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ انسان دنیا کو بیدار کرنے کا منصوبہ بنائے اور خود سوتا رہ جائے۔ اور شب کا

اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ

یا اس سے بھی کچھ کم کر دو (۳) یا کچھ زیادہ کردو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر

تَرْتِيْلًا ؕ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ

باقاعدہ پڑھو (۴) ہم عنقریب تمہارے اوپر ایک سنگین حکم نازل کرنے والے ہیں (۵) بیشک

نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ؕ﴿۶﴾ اِنَّ

رات کا اُٹھنا نفس کی پامالی کے لئے بہترین ذریعہ اور ذکر کا بہترین وقت ہے (۶) یقیناً

لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ؕ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

آپ کے لئے دن میں بہت سے مشغولیات ہیں (۷) اور آپ اپنے رب کے نام کا ذکر کریں

وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ؕ﴿۸﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ

اور اسی کے ہو رہیں (۸) وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے اور اس کے علاوہ

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾ وَاصْبِرْ عَلٰي مَا

کوئی خدا نہیں ہے لہٰذا آپ اسی کو اپنا نگراں بنالیں (۹) اور یہ لوگ جو کچھ بھی کہہ رہے ہیں

يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿۱۰﴾ وَذَرْنِيْ وَ

اس پر صبر کریں اور انہیں خوبصورتی کے ساتھ اپنے سے الگ کردیں (۱۰) اور ہمیں اور ان دولت مند

الْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ

جھٹلانے والوں کو چھوڑ دیں اور انہیں تھوڑی مہلت دے دیں (۱۱) ہمارے پاس ان کے لئے

اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ ق

بیڑیاں اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے (۱۲) اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے (۱۳)

عربی حاشیہ

کافی فاصلہ پایا جاتا ہے۔

مزمل۔ چادر لپیٹنے والا۔ عرب کی عادت تھی کہ محبوب کی جو ادا پسند ہوتی تھی اسے اسی نام سے پکارا کرتے تھے۔

نصفہ۔ قلیلاً کا بدل ہے یعنی جو نصف ذکر سے خالی ہو وہ قلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ترتیل۔ ٹھہر ٹھہر کر، الفاظ کو الگ الگ کرکے۔ عربی محاورہ میں دانتوں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے تو اسے ثغر رتل کہا جاتا ہے۔

ناشئۃ اللیل۔ جو عبادت رات میں کی جائے۔ یہ لفظ نشأ سے نکلا ہے جس کے معنی اٹھنے اور قیام کرنے کے ہیں۔

سبحاً طویلا۔ سبح تیز رفتاری سے پیرنے کو کہا جاتا ہے یعنی تیز تر اشغالات و مصروفیات۔

تبتل۔ انقطاع۔ سب سے الگ ہوکر عبادت میں مشغول ہوجانا۔

اردو حاشیہ

وقت مناجات کیلئے بھی بہتر وقت ہوتا ہے جب بندہ اپنے پروردگار سے تنہائی میں درد دل بیان کرسکتا ہے اور اس سے اعانت اور امداد کا طلبگار ہوسکتا ہے۔ واضح رہے کہ نصف، ثلث اور دو ثلث میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ رات کا وقت تمام سال ایک جیسا نہیں رہتا ہے اور سردی اور گرمی کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے تو کبھی نصف حصہ مناسب ہوگا اور کبھی ثلث اور کبھی دو ثلث اور بندہ مکمل طور پر حکم خدا کی پابندی کرسکے گا۔

(۲) بیشک قرآن کے احکام بڑی سنگین حیثیت رکھتے ہیں اور ان پر عمل کرنا ہر کس و ناکس کے بس کا کام نہیں ہے۔ یہ صرف نماز روزہ نہیں ہے کہ وہ صرف کاہلوں کیلئے ثقیل ہے۔ یہ تبلیغ دین، انذار، جہاد اور کفار سے مقابلہ جیسے مسائل ہیں جو واقعاً سنگین ہیں اور جن کیلئے بڑی قوت قلب، یاد خدا اور مالک کائنات کی طرف مکمل توجہ اور انقطاع کی ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی انسان عہدہ برآ نہیں ہوسکتا ہے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا
جس دن زمین اور پہاڑ لرزہ میں آجائیں گے اور پہاڑ ریت کا ایک ٹیلہ
مَّهِيْلًا ﴿۱۴﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ
بن جائیں گے (۱۴) بیشک ہم نے تم لوگوں کی طرف تمہارا گواہ بنا کر
كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ ط فَعَصٰى فِرْعَوْنُ
ایک رسول بھیجا ہے جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا (۱۵) تو فرعون نے اس رسول کی
الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ
نافرمانی کی تو ہم نے اسے سخت گرفت میں لے لیا (۱۶) پھر تم بھی کفر اختیار کرو گے
اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿۱۷﴾ ن صلے السَّمَآءُ
تو اس دن سے کس طرح بچو گے جو بچوں کو بوڑھا بنادے گا (۱۷) جس دن آسمان
مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ط كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ ج
پھٹ پڑے گا اور یہ وعدہ بہرحال پورا ہونے والا ہے (۱۸) یہ درحقیقت عبرت و نصیحت کی باتیں ہیں
ع ۱ ۱۹ ۱۳ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۱۹﴾ ع اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ
اور جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کے راستے کو اختیار کرلے (۱۹) آپ کا پروردگار جانتا ہے کہ آپ
اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ
دو تہائی رات کے قریب یا نصف شب یا ایک تہائی رات
وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ط وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ
قیام کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ ایک گروہ اور بھی ہے اور اللہ دن و رات کا

عربی حاشیہ

انکال۔سخت قیدو بند۔
کثیب۔ریت کا ٹیلہ۔
مہیل۔ جسے نیچے سے حرکت دی جائے تو اوپر سے سرک آئے۔
دبیل۔سخت۔
منفطر بہ۔ فیہ کے معنی میں ہے یعنی روز قیامت۔
تذکرہ۔عبرت اور نصیحت کا سامان۔

ف: کفار کی چار طرح کی عیاشیوں کی چار طرح کی سزائیں ہیں: زنجیر آزادی کی سزا، جہنم راحت کی سزا، طعام غذاؤں کی سزا، عذاب الیم پرلطف زندگی کی سزا۔

ف: ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کے لئے تلاوت قرآن اور قیام شب ضروری تھا کہ اس سے عزم واستقامت میں اضافہ ہوتا ہے اور دشمن پر بھی اثر پڑتا ہے لیکن مدینہ میں اس حکم کو منسوخ کردیا گیا اور صرف بقدر امکان تلاوت کا حکم دیا گیا لیکن اس طرح کہ اس سے کردار

اردو حاشیہ

وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنۡ لَّنۡ تُحۡصُوۡهُ فَتَابَ عَلَيۡكُمۡ

صحیح اندازہ رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ تم لوگ اس کا صحیح احصاء نہ کر سکوگے

فَاقۡرَءُوۡا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنۡ سَيَكُوۡنُ

تو اس نے تمہارے اوپر مہربانی کر دی ہے اب جس قدر قرآن ممکن ہو

مِنۡكُمۡ مَّرۡضٰى ۙ وَ اٰخَرُوۡنَ يَضۡرِبُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ

اتنا پڑھ لو کہ وہ جانتا ہے کہ عنقریب تم میں سے بعض مریض ہوجائیں گے

يَبۡتَغُوۡنَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوۡنَ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ

اور بعض رزقِ خدا کو تلاش کرنے کے لئے سفر میں چلے جائیں گے اور بعض

سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۖ فَاقۡرَءُوۡا مَا تَيَسَّرَ مِنۡهُ ۙ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ

راہِ خدا میں جہاد کریں گے تو جس قدر ممکن ہو تلاوت کرو اور نماز قائم کرو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا ؕ وَ مَا

اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو اور پھر جو کچھ بھی اپنے نفس کے واسطے

تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِكُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ تَجِدُوۡهُ عِنۡدَ اللّٰهِ

نیکی پیشگی بھیج دو گے اسے خدا کی بارگاہ میں حاضر پاؤگے،

هُوَ خَيۡرًا وَّ اَعۡظَمَ اَجۡرًا ؕ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ

بہتر اور اجر کے اعتبار سے عظیم تر۔ اور اللہ سے استغفار کرو کہ

اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۰﴾ ع

وہ بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے (۲۰)

عربی حاشیہ

سازی کا عمل انجام پاسکے۔

فتاب علیکم یعنی جوذمہ داری ابتدا میں قرار دی تھی کہ نصف، ثلث یا دوثلث شب میں قیام کیا جائے اسے معاف کردیا ہے اور اب صرف بقدر امکان قیام کافی ہے۔

القرآن۔ اس قرآن سے مراد نماز ہے جس طرح کہ قرآن الفجر کی آیت میں وارد ہوا ہے۔

مدثر۔ دثار استعمال کرنے والا۔ انسان کا جولباس بدن سے متصل ہوتا ہے اسے شعار کہتے ہیں اور جواس کے اوپر ہوتا ہے اسے دثار کہا جاتا ہے۔

ثیاب۔ بعض لوگوں کی نگاہ میں اس سے نفس مراد ہے۔

رجز۔ بت، کثافت، گناہ وغیرہ۔

نقر۔ آواز دینا۔ ناقورصور کو کہا جاتا ہے۔

تمہید۔ برابر کرنا اور ہموار کرنا۔

اردو حاشیہ

(۳) ابتداء میں پروردگار نے نصف شب، ثلث شب اور دو تہائی رات میں قیام کا حکم دیا اور یہ انتہائی مشکل ثابت ہوا کہ صحیح حساب نہ ہو سکنے کی بنا پر بعض افراد رات بھر قیام کرتے تھے تو خدا نے اس حکم کو معاف کر دیا اور صرف بقدر امکان قیام کی اجازت دیدی۔ دوسری طرف لوگوں کی بیماری، سفر اور جہاد کا بھی مسئلہ تھا لہٰذا سہولت دنیا ضروری تھا۔

لیکن یہ سب نماز شب کیلئے تھا۔ اصل نماز واجب اور زکوٰۃ کی ادائیگی بہرحال اپنے مقام پر ہے اس میں کسی طرح کی رعایت نہیں ہوسکتی ہے کہ فریضہ بہرحال فریضہ ہے اسے ادا ہونا چاہیے۔

(۴) ابتدا سے اب تک یہ مطالبہ سات مرتبہ دہرایا گیا ہے اور خدا مسلسل کارِ خیر اور قرض حسنہ کی طرف بندوں کو متوجہ کر رہا ہے کہ روزِ قیامت یہی کام آنے والا ہے اور کوئی دنیاداری یا ذخیرہ اندوزی کام آنے والی نہیں ہے۔

ایاتها ۵۶ — ۷۴ سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ ۴ — رکوعاتها ۲

سورہ مدثر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ﴿۳﴾

اے میرے کپڑا اوڑھنے والے (۱) اٹھو اور لوگوں کو ڈراو (۲) اور اپنے رب کی بزرگی کا اعلان کرو (۳)

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ

اور اپنے لباس کو پاکیزہ رکھو (۴) اور برائیوں سے پرہیز کرو (۵) اور اس طرح احسان نہ کرو کہ

تَسْتَكْثِرُ ۪ۙ﴿۶﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۙ﴿۸﴾

زیادہ کے طلب گار بن جاو (۶) اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو (۷) پھر جب صور پھونکا جائے گا (۸)

فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۙ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ

تو وہ دن انتہائی مشکل دن ہوگا (۹) کافروں کے واسطے تو ہرگز

يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ

آسان نہ ہوگا (۱۰) اب مجھے اور اس شخص کو چھوڑ دو جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا ہے (۱۱) اور اس کے لئے

مَالًا مَّمْدُوْدًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ

کثیر مال قرار دیا ہے (۱۲) اور نگاہ کے سامنے رہنے والے بیٹے قرار دیئے ہیں (۱۳) اور ہر طرح کے سامان میں

تَمْهِيْدًا ۙ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۤۙ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا

وسعت دے دی ہے (۱۴) اور پھر بھی چاہتا ہے کہ اور اضافہ کردوں (۱۵) ہرگز نہیں یہ ہماری نشانیوں کا

عربی حاشیہ

عنید۔ عناد رکھنے والا اور قصداً انکار کرنے والا۔

صعود۔ شدید مرحلہ جس کو طے کرنا مشکل اور تقریباً ناممکن ہو۔

ف: بعض مفسرین نے سورۂ مدثر کو وحی اول قرار دیا ہے حالانکہ سورۂ اقراء کا مضمون دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ وحی اوّل سورۂ اقراء ہے اور سورہ مدثر تین سال کی خفیہ تبلیغ کے بعد علانیہ تبلیغ کے مرحلہ کی پہلی وحی ہے لہٰذا اسے بھی وحی اول کہا جا سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) یہ پیغمبرؐ اسلام کی تبلیغ کے بنیادی ارکان ہیں کہ:۔

۱۔ قوم کو ڈرائیں اور اس کام کیلئے باقاعدہ قیام کریں۔ ظاہر ہے کہ یہ کام شاہی ملبوس والے نہیں کر سکتے ہیں لہٰذا ایک چادر والے کو مخاطب بنایا گیا ہے۔

۲۔ صرف پروردگار کی بڑائی کا اظہار کریں تاکہ دوسرے خدا خود بخود نگاہوں سے گر جائیں۔

۳۔ لباس پاکیزہ رکھیں تاکہ دشمن متنفر نہ ہو سکے اور اس کے نفس کو پاکیزہ بنانے میں آسانی ہو۔

۴۔ بت پرستی اور تمام کثافتوں سے الگ رہیں تاکہ تبلیغ کی تاثیر میں اضافہ ہو سکے۔

۵۔ لوگوں پر احسان نہ جتائیں کہ اس طرح بلندیٔ نفس کا احساس پیدا ہو۔

۶۔ پروردگار کی خاطر صبر کریں کہ صبر کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا ہے۔

یہ تعلیمات صرف رسول اکرمؐ ہی کیلئے نہیں ہر مبلغ اور مصلح کیلئے ضروری ہیں۔ پیغمبرؐ کو صرف مخاطب بنایا گیا ہے ورنہ انہیں ان ہدایات کی ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت ان انسانوں کو ہے جو اپنے فریضۂ تبلیغ کو ادا کرنا چاہتے ہیں اور راہِ خدا میں کسی کارنمایاں یا عظیم خدمت کو انجام دینے کے خواہش مند ہیں۔

عَنِيۡدًا ؕ‏ ﴿١٦﴾ سَاُرۡهِقُهٗ صَعُوۡدًا ؕ‏ ﴿١٧﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَۙ‏ ﴿١٨﴾

سخت دشمن تھا (۱۶) تو ہم عنقریب اسے سخت عذاب میں گرفتار کریں گے (۱۷) اس نے فکر کی اور اندازہ لگایا (۱۸)

فَقُتِلَ كَيۡفَ قَدَّرَۙ‏ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيۡفَ قَدَّرَۙ‏ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ

تو اسی میں مارا گیا کہ کیسا اندازہ لگایا (۱۹) پھر اسی میں اور تباہ ہوگیا کہ کیسا اندازہ لگایا (۲۰) پھر

نَظَرَۙ‏ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَۙ‏ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ اَدۡبَرَ وَاسۡتَكۡبَرَۙ‏ ﴿٢٣﴾

غور کیا (۲۱) پھر تیوری چڑھا کر منہ بسور لیا (۲۲) پھر منہ پھیر کر چلا گیا اور اکڑ گیا (۲۳)

فَقَالَ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ يُّؤۡثَرُۙ‏ ﴿٢٤﴾ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا

اور آخر میں کہنے لگا کہ یہ تو ایک جادو ہے جو پرانے زمانے سے چلا آرہا ہے (۲۴) یہ تو صرف

قَوۡلُ الۡبَشَرِؕ‏ ﴿٢٥﴾ سَاُصۡلِيۡهِ سَقَرَ‏ ﴿٢٦﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا

انسان کا کلام ہے (۲۵) ہم عنقریب اسے جہنم واصل کردیں گے (۲۶) اور تم کیا جانو کہ جہنم

سَقَرُؕ‏ ﴿٢٧﴾ لَا تُبۡقِىۡ وَلَا تَذَرُ‌ۚ‏ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلۡبَشَرِ‌ۖ‌ۚ‏ ﴿٢٩﴾ عَلَيۡهَا

کیا ہے (۲۷) وہ کسی کو چھوڑنے والا اور باقی رکھنے والا نہیں ہے (۲۸) بدن کو جلا کر سیاہ کردینے والا ہے (۲۹) اس پر

تِسۡعَةَ عَشَرَؕ‏ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلۡنَاۤ اَصۡحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓٮِٕكَةً‌ ۙ

انیس فرشتے معین ہیں (۳۰) اور ہم نے جہنم کا نگہبان صرف فرشتوں کو قرار دیا ہے

وَّمَا جَعَلۡنَا عِدَّتَهُمۡ اِلَّا فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡاۙ

اور ان کی تعداد کو کفار کی آزمائش کا ذریعہ بنادیا ہے کہ اہلِ کتاب کو

لِيَسۡتَيۡقِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ وَيَزۡدَادَ الَّذِيۡنَ

یقین حاصل ہوجائے اور ایمان والوں کے ایمان میں اضافہ ہوجائے

عربی حاشیہ

ف: مسئلہ یہ تھا کہ پیغمبر اسلامؐ پر کیا الزام لگایا جائے کہ لوگ متنفر ہوجائیں۔ ولید نے انتہائی غور وفکر کے بعد ان کے پیغام کو جادو کا نام دیا اور اسے قول بشر قرار دیا۔ حالانکہ اس احمق کو سوچنا چاہئے تھا کہ اگر قول بشر ہے تو جواب لے آئے، الزامات کی کیا ضرورت ہے۔ الزام تو خود اس بات کی علامت ہے کہ جواب ممکن نہیں ہے اور جادو کا نام اس کی بے پناہ اثر انگیزی کی بنا پر دیا گیا ہے۔

قدر۔ یعنی اپنے دل کے اندر وہ سب طے کرلیا جو قرآن کے بارے میں کہنا ہے۔

عبس۔ چہرہ بسور لیا۔

بسر۔ تیوریاں چڑھالیں۔

سقر۔ جہنم کے ایک طبقہ کا نام ہے۔

لواحۃ۔ سیاہ کردینے والی۔

بَشر۔ بشرہ کی جمع یعنی جلد۔

ادبر۔ جاتی ہوئی رات۔

اسفر۔ روشن ہوتی ہوئی صبح۔

اردو حاشیہ

(۲) مفسرین کا بیان ہے کہ یہ ولید بن مغیرہ کی داستانِ حیات ہے۔ اسے مال واولاد سے نواز دیا گیا تو اس کا دماغ ہی خراب ہوگیا اور اس نے پیغمبرؐ کا مذاق اڑانا شروع کردیا۔ قرآن حکیم کو جادو کہنے لگا اور قوم کو بیوقوف بنانے لگا کہ پہلے کافی غور وخوض کرنے کا اعلان کیا اور اس کے بعد جادو ہونے کا اعلان کردیا کہ قوم متاثر ہوجائے کہ اس نے کافی غور وخوض کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے جیسے کہ دور حاضر میں سرکاری اندازے کمیشن کی رپورٹ کی شکل میں پیش کئے جاتے ہیں اور سادہ لوح افراد متاثر ہوجاتے ہیں کہ واقعاً یہ رپورٹ مکمل تحقیقات کے بعد مرتب کی گئی ہے۔

(۳) کہا جاتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوجہل نے ازراہِ تمسخر کہا کہ کل ۱۹ فرشتے ہیں۔ اگر دس دس آدمی مل کر ایک ایک کو پکڑ لیں گے تو کام بن جائے گا تو ایک شخص نے اسی لہجہ میں جواب دیا کہ سترہ کو تو میں اکیلے پکڑ لوں گا تم صرف دو کا انتظام کرلو۔

غالباً اسی لئے خدا نے ان خازنوں کو فرشتوں میں سے قرار دیا ہے تاکہ مقابلہ اور رشوت دونوں کے امکانات ختم ہوجائیں اور اس عدد کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اہل کتاب اپنی کتابوں سے ملا کر یقین پیدا کرلیں گے کہ ان کے یہاں بھی یہی تذکرہ پایا جاتا ہے اور صاحبانِ ایمان بھی خدا پر اعتبار کرکے اپنے ایمان میں اضافہ کرلیں گے۔

آمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّ لَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
اور اہلِ کتاب یا صاحبانِ ایمان اس کے بارے میں کسی طرح کا
وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
شک نہ کریں اور جن کے دلوں میں مرض ہے اور کفار یہ کہنے لگیں کہ
وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ
آخر اس مثال کا مقصد کیا ہے اللہ اسی طرح جس کو چاہتا ہے گمراہی میں
يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا
چھوڑ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے اور اس کے
يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى
لشکروں کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے یہ تو صرف لوگوں کی نصیحت کا
لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ۙ ﴿۳۲﴾ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ۙ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ ع ۲۱/۱۵
ایک ذریعہ ہے (۳۱) ہوشیار ہمیں چاند کی قسم (۳۲) اور جاتی ہوئی رات کی قسم (۳۳) اور روشن صبح
اَسْفَرَ ۙ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۙ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۙ ﴿۳۶﴾
کی قسم (۳۴) یہ جہنم بڑی چیزوں میں سے ایک چیز ہے (۳۵) لوگوں کے ڈرانے کا ذریعہ (۳۶)
لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ؕ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍ
ان کے لئے جو آگے پیچھے ہٹنا چاہیں (۳۷) ہر نفس
بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۙ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ؕ ﴿۳۹﴾ فِيْ ع ۱۶
اپنے اعمال میں گرفتار ہے (۳۸) علاوہ اصحابِ یمین کے (۳۹) وہ جنتوں میں

عربی حاشیہ

کُبر۔ بہت سی ہولناک چیزیں اور مصیبتیں۔
یتقدم۔ نیکی کی طرف بڑھے۔
یتاخر۔ برائی سے پیچھے ہٹے۔ رہینۃ۔ گرفتار۔ گروی۔ ماسلککم۔ کسی چیز نے داخل کر دیا۔
خوض۔ کسی کام میں داخل ہوجانا...... لیکن عام طور سے باطل کاموں میں داخل ہونے کے بارے میں استعمال ہوتا ہے۔
یوم الدین۔ حساب و کتاب اور جزا کا دن۔
یقین۔ موت۔

اردو حاشیہ

جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ

رہ کر آپس میں سوال کررہے ہوں گے (۴۰) مجرمین کے بارے میں (۴۱) آخر تمہیں کس چیز نے

فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ

جہنم میں پہنچادیا ہے (۴۲) وہ کہیں گے کہ ہم نماز گزار نہیں تھے (۴۳) اور مسکین کو کھانا

نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾

نہیں کھلایا کرتے تھے (۴۴) لوگوں کے برے کاموں میں شامل ہوجایا کرتے تھے (۴۵)

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾

اور روزِ قیامت کی تکذیب کیا کرتے تھے (۴۶) یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی (۴۷)

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ

تو انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش بھی کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی (۴۸) آخر انہیں کیا ہوگیا ہے کہ

مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾

یہ نصیحت سے منہ موڑے ہوئے ہیں (۴۹) گویا بھڑکے ہوئے گدھے ہیں (۵۰) جو شیر سے بھاگ رہے ہیں (۵۱)

بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾

حقیقتاً ان میں ہر آدمی اس بات کا خواہش مند ہے کہ اسے کھلی ہوئی کتابیں عطا کردی جائیں (۵۲)

كَلَّا ۗ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾

ہرگز نہیں ہوسکتا اصل یہ ہے کہ انہیں آخرت کا خوف ہی نہیں ہے (۵۳) ہاں ہاں بیشک یہ سراسر نصیحت ہے (۵۴)

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ

اب جس کا جی چاہے اسے یاد رکھے (۵۵) اور یہ اسے یاد نہ کریں گے مگر یہ کہ اللہ ہی چاہے کہ

عربی حاشیہ

ف: انیس کا عدد سب سے بڑی اکائی اور سب سے چھوٹی دہائی کا مجموعہ ہے اور بعض حضرات کے قول کے مطابق بدکرداری کے انیس اصول ہیں جن میں ہر ایک کے لئے ایک فرشتہ عذاب مقرر کیا گیا ہے۔ بہرحال یہ عدد جہنم سے متعلق ہے اس میں کوئی برکت نہیں ہے کہ سارا قرآن یا مذہب اسی عدد سے جوڑ دیا جائے۔

ف: روایات میں حسب ذیل شفعاء کا ذکر وارد ہوا ہے۔ رسول اکرمؐ، ائمہ اطہار، فرشتے، انبیاء، شیعیان حقیقی، علماء، شہداء، قرآن حکیم، ۹۰ سال کا ضعیف العمر مومن، روزہ۔

(مفاہیم القرآن)

حمر مستنفرہ۔ بھڑکتے ہوئے وحشی گدھے۔

قسورہ۔ شیر جو سب پر غالب آنے والا جانور ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) یہاں سے اندازہ ہوتا ہے کہ نماز کا ادا کرنا اور مساکین کو کھانا کھلانا کس قدر اہمیت رکھتا ہے اور برے کاموں میں داخل ہو جانے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے شفاعت بھی کام آنے والی نہیں ہے جیسا کہ امام صادقؑ نے فرمایا تھا کہ ہم اہلبیتؑ کی شفاعت نماز کو سبک سمجھنے والوں تک نہیں جاسکتی ہے۔

(۵) اس جملہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قیامت کے دن شفاعت کرنے والے ہوں گے اور شفاعت کا عقیدہ بالکل حق اور صحیح ہے لیکن اس شفاعت سے بے نمازیوں اور بیدینوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا اور وہ اس شفاعت سے محروم رہیں گے۔ کاش غلط فہمی میں مبتلا اور قوم کو دھوکہ دینے والے افراد اس آیت کریمہ کے مفہوم پر نگاہ ڈالتے اور حقیقت شفاعت کو محسوس کر کے بے نمازعوام کو شفاعت کا حقدار بنانے کی کوشش نہ کرتے۔

اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهۡلُ التَّقۡوٰى وَاَهۡلُ الۡمَغۡفِرَةِ ﴿۵۶﴾ ع

وہی ڈرانے کا اہل اور مغفرت کا مالک ہے (۵۶)

ایاتها ۴۰ — ۷۵ سُوۡرَةُ الۡقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۱ — رکوعاتها ۲

سورہ قیامة

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

لَاۤ اُقۡسِمُ بِيَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ ۙ﴿۱﴾ وَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ ؕ﴿۲﴾

میں روزِ قیامت کی قسم کھاتا ہوں (۱) اور برائیوں پر ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں (۲)

اَيَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَهٗ ؕ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِيۡنَ

کیا یہ انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کرسکیں گے (۳) یقیناً ہم اس بات پر قادر ہیں کہ

عَلٰۤى اَنۡ نُّسَوِّىَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلۡ يُرِيۡدُ الۡاِنۡسَانُ لِيَفۡجُرَ

اس کی انگلیوں کے پور تک درست کرسکیں (۴) بلکہ انسان یہ چاہتا ہے کہ اپنے سامنے

اَمَامَهٗ ۚ﴿۵﴾ يَسۡـَٔلُ اَيَّانَ يَوۡمُ الۡقِيٰمَةِ ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ

برائی کرتا چلا جائے (۵) وہ یہ پوچھتا ہے کہ یہ قیامت کب آنے والی ہے (۶) تو جب آنکھیں

الۡبَصَرُ ۙ﴿۷﴾ وَخَسَفَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ ۙ﴿۹﴾

چکا چوند ہوجائیں گی (۷) اور چاند کو گہن لگ جائے گا (۸) اور یہ چاند سورج اکٹھا کردیئے جائیں گے (۹)

يَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ يَوۡمَئِذٍ اَيۡنَ الۡمَفَرُّ ۚ﴿۱۰﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ؕ﴿۱۱﴾

اس دن انسان کہے گا کہ اب بھاگنے کا راستہ کدھر ہے (۱۰) ہرگز نہیں اب کوئی ٹھکانہ نہیں ہے (۱۱)

عربی حاشیہ

منشرہ۔ وہ کتابیں جو بالکل کھلی ہوئی ہوں اور ہر شخص انھیں پڑھ سکتا ہو۔

اہل التقویٰ۔ یعنی اس بات کا اہل ہے کہ بندے اس سے ڈریں۔

لااقسم۔ لاان دونوں مقامات پر زائد ہے اور محل استعمال یہ ہے کہ گویا دشمن کے تصورات کی تردید کرتے ہوئے قسم کھائی جارہی ہے۔

بنان۔ بنانہ کی جمع ہے یعنی انگلی کے پور۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ انسانوں کے پور آپس میں ایک دوسرے سے ملتے نہیں ہیں اور خدا ایسا قادر مطلق ہے کہ پور بھی الگ الگ بنا سکتا ہے تو اس مُردہ کو زندہ کرلینے میں کیا زحمت ہے اور وہ ہر ایک کی مٹی کو کیوں الگ نہیں کرسکتا ہے۔

برق۔ دہشت زدہ اور متحیر ہوجانا۔

اردو حاشیہ

(۱) نفس کے مختلف درجات یا اقسام ہوتے ہیں:۔

۱۔ ایک مرحلہ ہوتا ہے جہاں نفس برائیوں کا حکم دیتا ہے۔

۲۔ دوسرا مرحلہ ہوتا ہے جہاں نفس برائیوں پر ملامت کرتا ہے۔

۳۔ اور ایک مرحلہ ہے جہاں نفس ہر قضائے الٰہی پر مطمئن رہتا ہے ظاہر ہے کہ نفس امارہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کی قسم کھائی جاسکے اور نفس لوامہ یقیناً اس قابل ہے کہ اسے برے لوگوں کے مقابلہ میں محل قسم میں استعمال کیا جاسکے۔

(۲) منکرین قیامت کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ جب بہت سے مردے خاک میں مل جائیں گے تو سب کو ایک دوسرے سے الگ کیسے کیا جائے گا۔ قدرت نے انگلی کے پوروں کا حوالہ دے کر ثابت کردیا کہ جو اتنی باریک نگاہ رکھتا ہے کہ ایسے پور بنا سکتا ہے جو ایک دوسرے سے ملنے نہ پائیں تو اس کیلئے مردوں کی ہڈیوں اور خاک کو الگ کرلینے میں کیا زحمت ہے۔ واضح رہے کہ دستاویز پر نشانی انگوٹھا پوروں کے الگ الگ ہونے کا دستاویزی ثبوت ہے۔

إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۝١٢ يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ

اب سب کا مرکز تمہارے پروردگار کی طرف ہے (۱۲) اس دن انسان کو بتایا جائے گا کہ اس نے پہلے

بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۝١٣ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۝١٤

اور بعد کیا کیا اعمال کئے ہیں (۱۳) بلکہ انسان خود بھی اپنے نفس کے حالات سے خوب باخبر ہے (۱۴)

وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ۝١٥ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ

چاہے وہ کتنے ہی عذر کیوں نہ پیش کرے (۱۵) دیکھئے آپ قرآن کی تلاوت میں عجلت کے ساتھ

لِتَعْجَلَ بِهِ ۝١٦ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝١٧ فَإِذَا

زبان کو حرکت نہ دیں (۱۶) یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اسے جمع کریں اور پڑھوائیں (۱۷) پھر جب

قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝١٨ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝١٩ كَلَّا

ہم پڑھوادیں تو آپ اس کی تلاوت کو دہرائیں (۱۸) پھر اس کے بعد اس کی وضاحت کرنا بھی ہماری ہی ذمہ داری ہے (۱۹) نہیں

بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۝٢٠ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ۝٢١ وُجُوهٌ

بلکہ تم لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہو (۲۰) اور آخرت کو نظر انداز کئے ہوئے ہو (۲۱) اس دن

يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ۝٢٢ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝٢٣ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ

بعض چہرے شاداب ہوں گے (۲۲) اپنے پروردگار کی نعمتوں پر نظر رکھے ہوئے ہوں گے (۲۳) اور بعض چہرے

بَاسِرَةٌ ۝٢٤ تَظُنُّ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝٢٥ كَلَّا إِذَا

افسردہ ہوں گے (۲۴) جنہیں یہ خیال ہوگا کہ کب کمر توڑ مصیبت وارد ہوجائے (۲۵) ہوشیار جب جان

بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝٢٦ وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝٢٧ وَظَنَّ أَنَّهُ

گردن تک پہنچ جائے گی (۲۶) اور کہا جائے گا کہ اب کون جھاڑ پھونک کرنے والا ہے (۲۷) اور مرنے والے کو

عربی حاشیہ

وزر۔ ملجاوماویٰ اور پناہ گاہ۔

معاذیر۔ معذرت کی جمع ہے یعنی عیب کو مٹادینے کی فکر۔

ف: یوم القیامہ روز جزا کے سو سے زیادہ ناموں میں سے ایک مشہور ترین نام ہے جس کا ذکر قرآن مجید ۷۰ مقامات پر ہوا ہے۔ نفس لوامہ کی قسم اس لئے ہے کہ یہ ایک داخلی عدالت ہے جو قیامت کی دلیل بھی ہے اور اس کا نمونہ بھی ہے۔

ف: صادق آل محمدؑ کا ارشاد ہے کہ موت شہوتوں کو مارنے والی، غفلت کو جڑ سے اکھاڑ دینے والی، وعدہ الٰہی کو تقویت بخشنے والی، دل کو نرم کردینے والی، ہواپرستی کے نشانات کو توڑ دینے والی اور حرص کی آگ کو بجھا دینے والی حقیقت کا نام ہے۔

عاجلہ۔ دنیا درمقابل آخرت۔

ناضرہ۔ نضرت سے مشتق ہے یعنی خوبصورتی۔

اردو حاشیہ

الۡفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالۡتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰی رَبِّكَ

خیال ہوگا کہ اب سب سے جدائی ہے (۲۸) اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹ جائے گی (۲۹) آج سب کو

یَوۡمَئِذِ الۡمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنۡ

پروردگار کی طرف لے جایا جائے گا (۳۰) اس نے نہ کلامِ خدا کی تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی (۳۱) بلکہ

كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤی اَهۡلِهٖ يَتَمَطّٰی ﴿۳۳﴾

تکذیب کی اور منہ پھیر لیا (۳۲) پھر اپنے اہل کی طرف اکڑتا ہوا گیا (۳۳)

اَوۡلٰی لَكَ فَاَوۡلٰی ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوۡلٰی لَكَ فَاَوۡلٰی ﴿۳۵﴾ اَيَحۡسَبُ

افسوس ہے تیرے حال پر بہت افسوس ہے (۳۴) حیف ہے اور صد حیف ہے (۳۵) کیا انسان کا

الۡاِنۡسَانُ اَنۡ يُّتۡرَكَ سُدًی ﴿۳۶﴾ اَلَمۡ يَكُ نُطۡفَةً

خیال یہ ہے کہ اسے اسی طرح آزاد چھوڑ دیا جائے گا (۳۶) کیا وہ اس منی کا قطرہ نہیں تھا

مِّنۡ مَّنِيٍّ يُّمۡنٰی ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰی ﴿۳۸﴾

جسے رحم میں ڈالا جاتا ہے (۳۷) پھر علقہ بنا پھر اسے خلق کرکے برابر کیا (۳۸)

فَجَعَلَ مِنۡهُ الزَّوۡجَيۡنِ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰی ﴿۳۹﴾ اَلَيۡسَ

پھر اس سے عورت اور مرد کا جوڑا تیار کیا (۳۹) کیا وہ خدا

ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ يُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی ﴿۴۰﴾

اس بات پر قادر نہیں ہے کہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرسکے (۴۰)

عربی حاشیہ

اِلی۔ حرف جر بھی ہوسکتا ہے اور نعمت کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے۔ جس کی جمع الاء ہوتی ہے۔

فاقرہ۔ ایسی مصیبت جو انسان کی کمر توڑ دے۔

تراق۔ ترقوہ کی جمع ہے..... گردن۔

تراق۔ علاج کرنے والا۔ یہ رقیہ سے نکلا ہے یعنی وہ کلمات جن سے علاج کیا جاتا ہے۔ جھاڑ پھونک وغیرہ۔

ساق۔ پنڈلی ہے ......اور پنڈلیوں کا آپس میں لپٹ جانا بے بسی کی علامت ہے اور عرب اس لفظ ساق کو صرف سختیوں اور مصیبتوں میں استعمال کرتے ہیں۔

یمطی۔ مط سے نکلا ہے۔ جس کے معنی ہیں مد یعنی کھینچنا۔ یہ غرور کی نشانی ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) اصل کام قرآن کا دل کے اندر جمع ہو جانا ہے اس کے بعد اس کی تلاوت ہے۔ ورنہ دل قرآن سے خالی رہا اور صرف تلاوت کی گئی تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ امت کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنے کیلئے رسول اکرمؐ کو مخاطب بنایا گیا ہے کہ صرف تلاوت، قرائت اور حافظہ کی کوئی قیمت نہیں ہے جب تک کہ دل کی گہرائیوں میں اس کے مطالب اور مفاہیم کی جگہ نہ ہو اور انسان اس سے مکمل طور پر استفادہ نہ کرے۔

(۴) مفسرین کا بیان ہے کہ یہ آیات دشمن اسلام ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جس نے نہ پیغمبرؐ کے بیان کی تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی بلکہ مسلسل استہزاء کرتا رہا یہاں تک کہ پیغمبرؐ نے ہاتھ پکڑ کر کہہ دیا کہ تیرے لئے عذاب ہی عذاب اور جہنم ہی جہنم ہے اور پھر بھی کوئی اثر نہ ہوا۔

قدرت نے اس مقام پر پھر انسان کو اس کی اوقات سے باخبر کیا ہے اور اپنی قدرت کاملہ کے حوالے سے قیامت کو ثابت کرنا چاہا ہے بشرطیکہ انسان میں حق کے قبول کرنے کی صلاحیت باقی رہ گئی ہو اور حرف حق کو قبول کرسکتا ہو۔

ایاتھا ۳۱ ۷٦ سُوۡرَۃُ الدَّھۡرِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۸ رکوعاتھا ۲

سورہ انسان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

هَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ حِیۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ یَکُنۡ شَیۡـًٔا

یقیناً انسان پر ایک ایسا وقت بھی آیا ہے کہ جب وہ کوئی قابلِ ذکر

مَّذۡکُوۡرًا ۝۱ اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ۖۗ

شے نہیں تھا (۱) یقیناً ہم نے انسان کو ایک ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا ہے تاکہ اس کا امتحان لیں اور

نَّبۡتَلِیۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا ۝۲ اِنَّا هَدَیۡنٰهُ السَّبِیۡلَ

پھر اسے سماعت اور بصارت والا بنادیا ہے (۲) یقیناً ہم نے اسے راستہ کی ہدایت دے دی ہے

اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوۡرًا ۝۳ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ

چاہے وہ شکر گزار ہوجائے یا کفرانِ نعمت کرنے والا ہوجائے (۳) بیشک ہم نے کافرین کے لئے زنجیریں،

سَلٰسِلَاۡ وَ اَغۡلٰلًا وَّ سَعِیۡرًا ۝۴ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ یَشۡرَبُوۡنَ

طوق اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کا انتظام کیا ہے (۴) بیشک ہمارے نیک بندے اس پیالہ سے پئیں گے

مِنۡ کَاۡسٍ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُوۡرًا ۝۵ۚ عَیۡنًا یَّشۡرَبُ بِهَا

جس میں شراب کے ساتھ کافور کی آمیزش ہوگی (۵) یہ ایک چشمہ ہے جس سے

عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوۡنَهَا تَفۡجِیۡرًا ۝۶ یُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ

اللہ کے نیک بندے پئیں گے اور جدھر چاہیں گے بہا کر لے جائیں گے (٦) یہ بندے نذر کو پورا کرتے ہیں

عربی حاشیہ

اولیٰ۔ یعنی ہلاکت قریب آ گئی ہے۔
سدیٰ۔ مہمل، بے کار، آزاد۔
ہل اتی۔ یعنی قد اتی۔
حین۔ دہر طویل زمانہ ہے اور حین اس کا ایک حصہ ہے۔
امشاج۔ مخلوط۔
سلاسل۔ زنجیریں۔
اغلال۔ جس سے ہاتھ پس گردن سے باندھ دیئے جائیں۔
سعیر۔ بھڑکتی ہوئی آگ۔
کاس۔ پیالہ، مراد شراب ہے۔

ف: صدر اسلام میں قید خانہ کا کوئی وجود نہیں تھا اور قیدی مسلمانوں کی حراست اور تربیت میں رہا کرتے تھے لہٰذا اس کا دروازہ پر آ کر سوال کرنا کوئی ناممکن امر نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) انسان کو راہِ راست پر لانے، امتحان میں کامیاب بنانے اور شکر گزار قرار دینے کیلئے قدرت نے اپنے مختلف احسانات کا تذکرہ کیا ہے:۔

۱۔ انسان ابتداء میں عدم محض تھا اور اس کا دور دور کوئی ذکر نہیں تھا۔

۲۔ ہم نے اسے ایک ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا ہے جس میں دو مختلف مادّے ٹکرا کر فنا ہو جانے کے بجائے ایک نئے وجود کا مقدمہ بن گئے ہیں۔

وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝٧ وَ يُطْعِمُوْنَ

اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوئی ہے (۷) یہ اس کی

الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۝٨ اِنَّمَا

محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں (۸) ہم صرف اللہ کی

نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝٩

مرضی کی خاطر تمہیں کھلاتے ہیں ورنہ نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ (۹)

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝١٠ فَوَقٰىهُمُ

ہم اپنے پروردگار سے اس دن کے بارے میں ڈرتے ہیں جس دن چہرے بگڑ جائیں گے اور ان پر ہوائیاں اڑنے لگیں گی (۱۰) تو خدا نے

اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝١١ وَجَزٰىهُمْ

انہیں اس دن کی سختی سے بچا لیا اور تازگی اور سرور عطا کردیا (۱۱) اور انہیں ان کے

بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝١٢ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى

صبر کے عوض جنّت اور حریر جنّت عطا کرے گا (۱۲) جہاں وہ تختوں پر

الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝١٣

تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے نہ آفتاب کی گرمی دیکھیں گے اور نہ سردی (۱۳)

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝١٤ وَيُطَافُ

ان کے سروں پر قریب ترین سایہ ہوگا اور میوے بالکل ان کے اختیار میں کردیئے جائیں گے (۱۴) ان کے

عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۝١٥

گرد چاندی کے پیالے اور شیشے کے ساغروں کی گردش ہوگی (۱۵)

عربی حاشیہ

مستطیر۔ منتشر۔ صبح کی روشنی جب پھیل جاتی ہے تو اسے مستطیر کہا جاتا ہے۔

عبوس۔ جس دن چہرے بگڑ جائیں گے۔

قمطریر۔ چہرے بالکل مسخ ہوجائیں گے۔

زمہریر۔ انتہائی سرد۔

ذللت۔ مسخر اور زیر اختیار بنادیئے گئے۔

قطوف۔ قطف کی جمع ہے یعنی چنے جانے والے پھل اور میوے۔

اکواب۔ وہ پیالے جن میں دستے نہ ہوں۔

قواریر۔ قارورہ کی جمع ہے یعنی شیشے کا ظرف۔

من فضة۔ یعنی شیشے کی چمک بھی ہے اور چاندی کی قدر وقیمت بھی۔

اردو حاشیہ

(۲) ہم نے انسان کو سماعت وبصارت سے نواز کر جمادات ونباتات سے بلند تر بنادیا ہے۔

۴۔ ہم نے ہی اسے ہدایت دے کر حیوانات سے بھی اونچا بنادیا ہے۔

۵۔ مگر اس کے حال پر افسوس ہے کہ وہ شکر گزار بندہ نہ بن سکا اور اس کے درمیان کفرانِ نعمت کرنے والے بھی پیدا ہوگئے۔ اور اس طرح اس نے اپنے کو جمادات ونباتات اور حیوانات سے بدتر بنادیا کہ وہ سب اوامر الٰہیہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے ہیں اور یہ ہر آن بغاوت اور سرکشی پر آمادہ رہتا ہے۔

قَوَارِيرَا۟ مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا
یہ ساغر بھی چاندی ہی کے ہوں گے جنہیں یہ لوگ اپنے پیمانہ کے مطابق بنالیں گے (۱۶) یہ وہاں ایسے پیالے سے

كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ﴿١٨﴾
سیراب کئے جائیں گے جس میں زنجبیل کی آمیزش ہوگی (۱۷) جو جنت کا ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہا جاتا ہے (۱۸)

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ
اور ان کے گرد ہمیشہ نوجوان رہنے والے بچے گردش کررہے ہوں گے کہ تم انہیں دیکھو گے تو

حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿١٩﴾ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ
بکھرے ہوئے موتی معلوم ہوں گے (۱۹) اور پھر دوبارہ دیکھو گے تو نعمتیں اور

نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ﴿٢٠﴾ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ
ایک ملکِ کبیر نظر آئے گا (۲۰) ان کے اوپر کریب کے سبز لباس اور ریشم کے حلّے ہوں گے

وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوٓا۟ أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَىٰهُمْ
اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انہیں ان کا پروردگار

رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ﴿٢١﴾ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً
پاکیزہ شراب سے سیراب کرے گا (۲۱) یہ سب تمہاری جزا ہے

وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ﴿٢٢﴾ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ
اور تمہاری سعی قابلِ قبول ہے (۲۲) ہم نے آپ پر قرآن تدریجاً

الْقُرْآنَ تَنزِيلًا ﴿٢٣﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ
نازل کیا ہے (۲۳) لہٰذا آپ حکمِ خدا کی خاطر صبر کریں

ع ۲۲ ۱۹

عربی حاشیہ

زنجبیل۔عرب شراب میں زنجبیل کی آمیزش کو بہت پسند کرتے تھے۔

سلسبیل۔ وہ شراب جو آسانی سے حلق سے اتر جائے۔

ثم۔وہاں یعنی جنت میں۔

سندس۔ہلکا ریشم۔

استبرق۔موٹا ریشم کا کپڑا۔

اوکفوراً۔حرف یہ بات کی شدت کے اظہار کے ہے ورنہ جو کافر ہیں وہی گنہگار بھی ہوتے ہیں۔

ف: آخری آیات میں اگرچہ خطاب پیغمبر اسلامؐ سے ہے لیکن پانچ احکام ہر اس شخص کے لئے ضروری ہیں جو قرآنی احکام کو رواج دے کر ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کرنا چاہتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) زمخشری اور فخر رازی دونوں نے نقل کیا ہے کہ آیات کریمہ اہلبیتؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ جب حضرات حسنؑ و حسینؑ بیمار ہوئے اور پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ کو نذر کرنے کی دعوت دی اور انہوں نے مع جناب فاطمہؑ اور فضہ کے تین تین روزہ کی نذر کرلی اور جب شفا کے بعد روزے رکھے تو تین صاع جو لے آئے۔ جناب فاطمہؑ نے ایک ایک صاع کی پانچ پانچ روٹیاں تینوں دن تیار کیں اور وقت افطار کبھی مسکین، کبھی یتیم اور کبھی اسیر آگیا اور سب نے اپنی روٹیاں اس کے حوالے کردیں اور پانی سے افطار کرلیا۔ تیسرے دن پیغمبرؐ نے یہ حال دیکھا تو پریشان ہوئے اور جبریل سورہ لے کر نازل ہوئے کہ یہ اہلبیتؑ کے ایثار کی جزا ہے۔

واضح رہے کہ اس مقام پر اولاً تو قدرت نے خود اہلبیتؑ کے کردار کی ترجمانی کی ہے کہ ہم جزا اور شکریہ نہیں چاہتے ہیں جو انکے کمالِ کردار کی علامت ہے اور ہمارے لئے کارِ خیر کرنے کی بہترین تعلیم ہے ورنہ اہلبیتؑ نے اپنی زبان سے یہ بات نہیں کہی تھی اور دوسری طرف ان کے خوف قیامت کا مسلسل ذکر کیا ہے تاکہ ہم خوف قیامت سے بے نیاز نہ ہوجائیں۔ جب ایسے کردار والوں کو ہول قیامت کا خیال ہے تو ہماری کیا حقیقت ہے۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب جناب سیدہؑ کے ہاتھ کی پکائی ہوئی روٹیاں سائل کو دی گئی ہیں تو ان کے نام پر نذر ہوجانے کے بعد صاحبانِ ایمان اور خاص کر

مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً

اور کسی گنہگار یا کافر کی بات میں نہ آجائیں (۲۴) اور صبح و شام اپنے پروردگار کے نام کی

وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا

تسبیح کرتے رہیں (۲۵) اور رات کے ایک حصہ میں اس کا سجدہ کریں اور بڑی رات تک اس کی

طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ

تسبیح کرتے رہیں (۲۶) یہ لوگ صرف دنیا کی نعمتوں کو پسند کرتے ہیں اور اپنے پیچھے

وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ

ایک بڑے سنگین دن کو چھوڑے ہوئے ہیں (۲۷) ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اور ان کے اعضاء کو

اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ

مضبوط بنایا ہے اور جب چاہیں گے تو انہیں بدل کر ان کے جیسے دوسرے افراد لے آئیں گے (۲۸) یہ ایک

هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا

نصیحت کا سامان ہے اب جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کے راستہ کو اختیار کرلے (۲۹) اور تم

تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

لوگ تو صرف وہی چاہتے ہو جو پروردگار چاہتا ہے بیشک اللہ ہر چیز کا جاننے والا اور

حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۗ وَالظّٰلِمِيْنَ

صاحبِ حکمت ہے (۳۰) وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے اور اس نے

اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾ ع

ظالمین کے لئے دردناک عذاب مہیّا کررکھا ہے (۳۱)

ع ۲ ۹ ۲۰

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۳۰ میں انسان کی آزادی اور آیت نمبر ۳۱ میں مشیت کی پابندی جبر وتفویض دونوں کی کھلی ہوئی تردید ہے اور اس امر کا اعلان ہے کہ مسئلہ بین بین ہے اور اس کی تاکید آخری آیت میں بیان کی گئی ہے۔

اسر۔ اسار کی جمع ہے یعنی رگیں اور اعصاب۔ اساراس رسی کو کہا جاتا ہے جس سے محمل وغیرہ کو باندھا جاتا ہے۔

مرسلات۔ اس صفت کا موصوف بیان نہیں کیا گیا لیکن عاصفات کا قرینہ علامت ہے کہ اس سے ہوائیں مراد ہیں۔

عصفا۔ تیز وتند ہوا۔

والنا شرات۔ واؤ علامت ہے کہ یہ مرسلات کے علاوہ کوئی شے ہے اور اسی لئے علماء نے اس سے ملائکہ کو مراد لیا ہے اور انھیں کا کام پر پھیلا کر اڑنا یا مردہ نفوس کو زندہ کرنا ہے اور انھیں کا مقصد حق وباطل میں تفریق کا پیغام لانا ہے۔

اردو حاشیہ

سادات کو کس طرح محروم کیا جا سکتا ہے اور یہ احترام کی کون سی قسم ہے جو خود سیرت اہلبیتؑ کے خلاف ہے معنوی اعتبار سے سائل کیسے ہی رہے ہوں لیکن ظاہری طور پر مدینہ کے مسکین ویتیم اور اسیر تھے اور احکام شریعت ظاہر ہی سے طے کئے جاتے ہیں۔ معنویات کی دنیا اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے اور اس کو احکام کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا ہے۔

رکوعاتها ۲ ۷۷ سُوْرَۃُ الْمُرْسَلٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۳۳ ایاتها ۵۰

سورہ مرسلات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ

ان کی قسم جنہیں تسلسل کے ساتھ بھیجا گیا ہے (۱) پھر تیز رفتاری سے چلنے والی ہیں (۲) اور قسم ہے ان کی جو اشیاء کو منتشر کرنے

نَشْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ

والی ہیں (۳) پھر انہیں آپس میں جدا کرنے والی ہیں (۴) پھر ذکر کو نازل کرنے والی ہیں (۵) تا کہ عذر تمام ہو یا خوف پیدا

نُذْرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ﴿۸﴾

کرایا جائے (۶) جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ بہرحال واقع ہونے والی ہے (۷) پھر جب تاروں کی چمک ختم ہو جائے (۸)

وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۙ﴿۹﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ

اور آسمانوں میں شگاف پیدا ہو جائے (۹) اور جب پہاڑ اُڑنے لگیں (۱۰) اور جب سارے پیغمبر ایک وقت میں جمع

اُقِّتَتْ ؕ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ؕ﴿۱۲﴾ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۚ﴿۱۳﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ

کر لئے جائیں (۱۱) بھلا کس دن کے لئے ان باتوں میں تاخیر کی گئی ہے (۱۲) فیصلہ کے دن کے لئے (۱۳) اور آپ کیا

مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ ؕ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ

جانیں کہ فیصلہ کا دن کیا ہے (۱۴) اس دن جھٹلانے والوں کے لئے جہنم ہے (۱۵) کیا ہم نے ان کے پہلے والوں کو

الْاَوَّلِيْنَ ؕ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ

ہلاک نہیں کر دیا ہے (۱۶) پھر دوسرے لوگوں کو بھی ان ہی کے پیچھے لگا دیں گے (۱۷) ہم مجرموں کے ساتھ اسی طرح کا

عربی حاشیہ

عذراً۔ لوگوں کے عذر کو ختم کرنے کے لئے۔

نذرا۔ عذاب الٰہی سے ڈرانے کے لئے۔

طمست۔ محو کر دیئے جائیں کہ آثار بھی نظر نہ آئیں۔

فرجت۔ یعنی شگافتہ کر دیئے جائیں۔

نُسِفَتْ۔ جڑ سے اکھاڑ دیئے جائیں۔

اقتت۔ وقت مقررہ کو پہنچ جائیں ویل عذاب یا ہلاکت۔ یہ فقرہ اس سورہ میں دس مرتبہ دہرایا گیا ہے اور یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جھٹلانے والوں کے لئے دس طرح کے عذاب مہیا کئے گئے ہیں۔

ف: مقام قسم میں ہواؤں کے ساتھ فرشتوں کا ذکر علامت ہے کہ عالم مادیات ومعنویات میں دونوں کا عمل ایک جیسا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) یوں تو انسان کو آزاد اور صاحب اختیار بنایا گیا ہے لیکن کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنے ارادہ واختیار کو مکمل طور سے مشیت الٰہی کا پابند بنا دیا ہے اور اس کی مرضی کے خلاف سوچنے کا بھی ارادہ نہیں کرتے ہیں اور یہی ان کے کردار کا کمال اور ان کی عظمت کا راز ہے۔ اس مقام پر اہلبیتؑ کا کمال مشیت الٰہی کی پابندی کو قرار دیا گیا ہے اور واقعاً یہی ایک بندے کا کمال کردار ہے کہ وہ اپنے کو اپنے مالک کے حوالے کر دے۔ اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ مشیت الٰہی ان کی مرضی کے تابع ہے کہ خدا بندے کا تابع نہیں ہوسکتا ورنہ خدائی ختم ہو جائے گی۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اپنے بندے کی لاج رکھنے کے لئے اس کی مرضی کے مطابق کام انجام دیدیتا ہے کہ اس بندہ کی مرضی اصل میں مرضی پروردگار ہی ہوتی ہے۔

بِالْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ

برتاو کرتے ہیں (۱۸) اور آج کے دن جھٹلانے والوں کے لئے بربادی ہی بربادی ہے (۱۹) کیا ہم نے تم کو ایک حقیر

مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰی قَدَرٍ

پانی سے نہیں پیدا کیا ہے (۲۰) پھر اسے ایک محفوظ مقام پر قرار دیا ہے (۲۱) ایک معین

مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ

مقدار تک (۲۲) پھر ہم نے اس کی مقدار معین کی ہے تو ہم بہترین مقدار مقرر کرنے والے ہیں (۲۳) آج کے دن جھٹلانے والوں کے لئے

لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْیَآءً وَّ اَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾

بربادی ہے (۲۴) کیا ہم نے زمین کو ایک جمع کرنے والا ظرف نہیں بنایا ہے (۲۵) جس میں زندہ مردہ سب کو جمع کریں گے (۲۶)

وَّ جَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّ اَسْقَیْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾

اور اس میں اونچے اونچے پہاڑ قرار دئے ہیں اور تمہیں شیریں پانی سے سیراب کیا ہے (۲۷)

وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰی مَا كُنْتُمْ بِهٖ

آج جھٹلانے والوں کے لئے بربادی اور تباہی ہے (۲۸) جاو اس طرف جس کی

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِیْلٍ

تکذیب کیا کرتے تھے (۲۹) جاو اس دھوئیں کے سایہ کی طرف جس کے تین گوشے ہیں (۳۰) نہ ٹھنڈک ہے

وَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ

اور نہ جہنم کی لپٹ سے بچانے والا سہارا (۳۱) وہ ایسے انگارے پھینک رہا ہے جیسے کوئی محل (۳۲) جیسے

جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا یَوْمُ لَا

زرد رنگ کے اونٹ (۳۳) آج کے دن جھٹلانے والوں کے لئے بربادی اور جہنم ہے (۳۴) آج کے دن یہ لوگ

عربی حاشیہ

ف: تین شعبہ والا سایہ قوت شہویہ، غضبیہ اور وہمیہ کا اثر بھی ہوسکتا ہے اور اسلام کے تین بنیادی عقائد کی تکذیب کا اثر بھی ہوسکتا ہے لیکن یہ سایہ آرام بخش نہیں بلکہ اذیت میں اضافہ کرنے والا ہے۔

ماءٍ مہین۔ حقیر پانی۔ نطفہ۔ قرار مکین۔ محل قیام۔ مستقر۔ رحم۔ قدر معلوم۔ وقت معین۔

کفایت۔ وہ جگہ جہاں چیز کو سمیٹا اور پھیلایا جاتا ہے۔ بقولے کفت کی جمع ہے یعنی ظرف۔

رواسی۔ مستحکم پہاڑ۔

فرات۔ شیریں اور خوشگوار۔

ظل۔ جہنم کا دھواں۔

ظلیل۔ گرمی سے کام آنے والا۔

شرر۔ شررۃ کی جمع ہے چنگاری۔

قصر۔ بلند مکان۔

جمالۃ۔ جمل کی جمع ہے۔ اونٹ۔

عذر۔ ایسی شے کا تلاش کرنا جو گناہ کو

اردو حاشیہ

(۲) کیا قیامت خیز منظر ہوگا جب ستارے ماند پڑ جائیں گے آسمان ٹوٹ جائیں گے، پہاڑ اڑنے لگیں گے۔ اولین و آخرین جمع کر لئے جائیں گے۔ حساب وکتاب شروع ہو جائے گا اور فیصلہ کا وقت قریب آ جائے گا۔

انسان اس ہولناک منظر کا تصور بھی کر لے تو جرم وگناہ کرنے کی ہمت نہ کرے۔ ہمارے گناہ اور جرائم اس بات کی علامت ہیں کہ ہم نے قیامت کا اقرار تو کیا ہے لیکن اس کا تصور نہیں کیا ہے اور اسی لئے قرآن کریم نے اس منظر کا نقشہ کھینچ دینا چاہا ہے تا کہ انسان راہِ راست پر آ جائے اور اسی ارحم الراحمین کے بندے نذرِ آتش جہنم نہ ہونے پائیں۔ وہ اپنے بندوں کو جنۃ النعیم عطا کرنا چاہتا ہے۔ آتش جہنم میں جلانا نہیں چاہتا ہے۔

(۳) جہنم کا دھواں تین طرف سے مجرمین کو گھیرے ہوگا۔ سامنے کی طرف سے، داہنی طرف سے اور بائیں طرف سے مگر یہ سہ شبہ سایہ بھی عذاب جہنم سے نہ بچا سکے گا بلکہ اس کی حرارت اور سختی میں اضافہ ہی کا باعث ہوگا۔

(۴) جس طرح کفار دنیا میں اسلامی تعلیمات پر طنز کیا کرتے تھے اور اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے اسی طرح روز قیامت ان سے کہا جائے گا کہ اب دنیا والا کوئی گر استعمال کر کے اپنے کو عذاب جہنم سے بچا لو اور وہ کچھ نہ کر سکیں گے تب انہیں اپنی بدبختی کا صحیح احساس ہوگا۔

يَنْطِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴿٣٦﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

بات بھی نہ کرسکیں گے (۳۵) اور نہ انہیں اس بات کی اجازت ہوگی کہ عذر پیش کرسکیں (۳۶) آج کے دن جھٹلانے

لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٧﴾ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۖ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾

والوں کے لئے جہنم ہے (۳۷) یہ فیصلہ کا دن ہے جس میں ہم نے تم کو اور تمام پہلے والوں کو اکٹھا کیا ہے (۳۸)

فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ﴿٣٩﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٠﴾ ع ۱

اب اگر تمہارے پاس کوئی چال ہو تو ہم سے استعمال کرو (۳۹) آج تکذیب کرنے والوں کے لئے جہنم ہے (۴۰)

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ﴿٤١﴾ وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٤٢﴾

بیشک متقین گھنی چھاؤں اور چشموں کے درمیان ہوں گے (۴۱) اور ان کی خواہش کے مطابق میوے ہوں گے (۴۲)

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ

اب اطمینان سے کھاؤ پیو ان اعمال کی بنا پر جو تم نے انجام دیئے ہیں (۴۳) ہم اسی طرح

نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٤٤﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٥﴾ كُلُوا وَ

نیک عمل کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں (۴۴) آج جھٹلانے والوں کے لئے جہنم ہے (۴۵) تم لوگ

تَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ مُجْرِمُونَ ﴿٤٦﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٧﴾

تھوڑے دنوں کھاؤ اور آرام کرلو کہ تم مجرم ہو (۴۶) آج کے دن تکذیب کرنے والوں کے لئے ویل ہے (۴۷)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ﴿٤٨﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو نہیں کرتے ہیں (۴۸) تو آج کے دن جھٹلانے والوں کے لئے

لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٩﴾ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٠﴾ ع ۲

جہنم ہے (۴۹) آخر یہ لوگ اس کے بعد کس بات پر ایمان لے آئیں گے (۵۰)

عربی حاشیہ

محو کر سکے۔

کید۔ حیلہ و وسیلہ۔

ظلال۔ درختوں کے سائے۔ ظل کی جمع ہے۔

فواکہ۔ فاکہہ کی جمع ہے۔ میوے۔

رکوع۔ نماز کا ایک رکن ہے اور خضوع کے اعتبار سے نماز کی روح ہے۔ یا عام خضوع اور تواضع مراد ہے چاہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر۔

ف: متقین کا ذکر آیت نمبر ۴۱ میں تقویٰ سے شروع ہوا ہے اور آیت نمبر ۴۴ میں حسن عمل پر ختم ہوا ہے کہ یہ حضرات برائیوں سے پرہیز کرنے والے ہیں اور نیکیاں انجام دینے والے ہیں۔ اس کے بعد مجرمین کا ذکر ہوا ہے لیکن متقین کے لئے ھنیئاً ہے اور مجرمین کے لئے قلیلاً۔ وہ محسنین ہیں اور یہ مجرمین؟

اردو حاشیہ

(۵) بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ جب ابوسفیان کی زوجہ اسلام لائی تو پیغمبر اسلامؐ نے پوچھا کہ تو نے اسلام کو کیسا پایا؟ اس نے کہا بہت عمدہ ہے صرف تین خرابیاں ہیں۔ ایک رکوع اور سجدہ، ایک پردہ اور ایک غلام حبشی کا بام کعبہ پر اذان دینا۔ آپ نے فرمایا جہاں تک رکوع وسجدہ کا تعلق ہے تو اس کے بغیر نماز نماز نہیں ہے لہٰذا یہ ضروری ہے اور جہاں تک پردہ اور چادر کا تعلق ہے تو یہ بہترین حجاب ہے لہٰذا ضروری ہے اور جہاں تک بلال حبشی کے موذن ہونے کا تعلق ہے تو یہ بہترین غلام ہے لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے غیر کے موذن بننے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ یعنی اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ خدا و رسول کے احکام کو تسلیم کیا جائے اور ان سے اپنی بات منوانے کی فکر نہ کی جائے۔ یہ انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ لوگ اسلام میں بھی اپنی ہی بات منوانا چاہتے ہیں اور خدا و رسولؐ کی بات نہیں ماننا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا نام انانیت ہے اسلام نہیں ہے۔